

اللہ اکبر

جادہ عمل

مصنف

شیخ محمد لطیف رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

جبین

مسلمانان ہند کی پستی اور تنزلی دکھایا کرتا یا گیا ہر کس طرح پر
عمل پیرا ہوئے یہ اپنی افرامی و ملی زندگی کو نشوونما دیتے ہیں
اللہ اعلم بالصواب

مطبع ہاشمی درجہ گاہ طبع ہو

حادثہ عمل

مصنف

سید محمد نظیر حسنا، بی، اے، بی، ایل وکیل

حبیب

مسلمانان ہند کی پستی اور تنزل و کھلا کر بتایا گیا ہو کہ کس طریق
پر عمل پیرا ہوئیے یہ اپنی افرادی و ملی زندگی کو نشو و نما
دے سکتے ہیں،

پیش کش: مجلس اسلامیہ
پیش کش: مجلس اسلامیہ

عُشْوَان

رَئِیسِ الْأَحْرَامِ مُحَمَّدِ عَلَی
رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ

کے نام اُسی کیا تھ اس ناچیزِ حقینف کو عشون کر کے میں
شرف حاصل کرتا ہوں

خاکسار
محمد نظیر

فہرست مضامین

| صفحہ نمبر | مضامین | صفحہ نمبر | مضامین | صفحہ نمبر |
|-----------|-------------------------|-----------|---------------------|-----------|
| ۱ | ویسا چہ | ۱۱ | مسلمانوں کی جہالت | ۶۸ |
| ۲ | رام راج اور مسلمانوں کی | ۱۲ | کمزوری | ۶۹ |
| ۳ | غفلت | ۱۳ | قوی کیسے بنتے | ۷۰ |
| ۴ | مسلمانوں کی تعداد اور | ۱۴ | مسلمانوں کی اخلاقی | ۷۱ |
| ۵ | اسکی کیفیت | ۱۵ | پیشی | ۷۲ |
| ۶ | تبلیغ اسلام | ۱۶ | تعلیم کی حقیقت | ۷۳ |
| ۷ | مسلمانوں کی جہالت | ۱۷ | تعلیم کا پروگرام | ۷۴ |
| ۸ | تعلیم نسوان | ۱۸ | دستور العمل عیش رضا | ۷۵ |
| ۹ | جہالت کیسے دور ہو | ۱۹ | کاران اسلام | ۷۶ |
| ۱۰ | مسلمانوں کی مغلی | ۲۰ | | ۷۷ |
| ۱۱ | مغلی کے دھوکہ | ۲۱ | | ۷۸ |
| ۱۲ | مغلی کا تدارک | ۲۲ | | ۷۹ |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

دستِ آچہ

قانون قدرت یہ ہے کہ جس قوم میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رہتی وہ فنا ہو جاتی ہے جس قوم میں صلاحیت کسی قدر رہتی ہے۔ وہ ہزار مشکلوں کیساتھ اپنے آپ کو محفوظ رکھتی ہے، اور جس قوم میں یہ صلاحیت زیادہ ہوتی ہے وہ دوسری قوموں کو اپنے تحت و قابو میں کر لیتی ہے، تاریخ اقوام کا مطالعہ بھی سبق دے رہا ہے، اور اصولِ فکر یہ بھی بتا رہا ہے، مسلمانوں کی حالت اس وقت منہرِ دستان میں نہایت نازک و اہتر بلکہ ناگفتہ بہ ہے، مسلمانوں کو ہندوستان میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں ہے، لیکن اکثر مسلمانوں کو اس کا یقین نہیں، اسی لئے میں نے اس کتاب میں مسلمانوں کی مجموعی

ارتقا

جالت کا نقشہ کھینچ دیا ہے، اور ہندوؤں سے مقابلہ کر کے یہ دکھایا ہے، کہ ہندو ہر شیعہ زندگی میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں، ہندوؤں سے مقابلہ کر نہیں میرا مقصد ان کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں ہے، کیونکہ میرا یقین ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہی میں ہندوستان کی فلاح و بہبود مضمر ہے، اور میں نے یہ بتانے کی بھی کوشش کی ہے کہ مسلمان اپنی ابتر حالت کو بہتر کیسے بنا سکتے ہیں تاکہ ان میں زندہ رہنے کی صلاحیت پیدا ہو جاوے۔ ہندوستان میں انگریزوں کی حکومت قائم رہے، یا ہندوؤں کا راج ہو، ڈومنین اسٹیش (درجہ ستھرت) ہندوستان کو ملے یا سیکل آزادی ہو، دستور اساسی میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ کر دیے جائیں یا غیر محفوظ رہیں، ہر حالت میں مسلمان فنا کے گھاٹ اتر جائیں گے اگر انہوں نے زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں پیدا کی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی يُنْزِلُوْا عَلَیْہَا اٰیٰتًا مِّنْ لَّدُنْہٗ لَعَلَّہُمْ یَحْذَرُوْنَ یعنی خدا اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدل لے۔

میں عاصی و مصلیٰ اور اصلاح قوم کی صلیب و عظیم ترنا چوہا مارنے پھری
بات گزرتا ہوں کی نبیوں و ذرائع حالت اور کچھ احباب کی خواہش نے مجھے
قلم اٹھانے کی جرأت دی ہے۔

16

421

۱۵ شهریور ۱۳۴۱

رام راج

اور مسلمانوں کی غفلت

ہر اور ان اسلام، آپ خواب غفلت میں کیوں پڑے
ہیں، آپ اپنی قسمت کی کشتی کو طعمہ حوادث کی ناخدائی پر چھوڑ کر
زندگی کی جنگ و دو سے خارج ہو کر ہاتھ پراقمہ کیوں دہرے
شیخے ہوئے ہیں و چہرہ و چہرہ زندگانی اور مقابلہ کا فقدان کیوں ہو
کیا دنیا کی آپ کو خبر نہیں و آپ میں جذبہ غیرت اس قدر مفقود
گئیں کہ کیا آپ واقف نہیں ہیں کہ ہندو سرگرم عمل ہیں۔ یہ سرعت
سے میدان ارتقا میں گامزن ہیں، یہ امام عروج پر پہنچے ہوئے ہیں
پارسی کی قلبی التحد و جماعت آج معراج ترقی پر پہنچے، اسکندریہ
سٹی میر قوم نے اپنا سک جادو پایا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ ہندو رام
راج کی تیاری کر رہے ہیں، یہ آپ کو ہندوستان میں دیکھنا نہیں
پاسنے، کفر کی طاغوتی طاقت اسلام کو الٹی میٹیم دے چکی ہے

حریف کی متحدہ قوتیں محاذ جنگ پر جمع آراہیں، مگر مسلمان
 ہیں کہ قعر پستی میں افتادہ ہیں، مسلمان ہندوؤں کے قولادی
 نظام سے مرعوب ہو چکے ہیں، ان کے شرل و اغلاط پستی و ذلت
 کا کچھ شکا نہ ہی نہیں ہے، لیکن اب مسلمانوں کی ذلت و عزت کا
 سوال نہیں ہے، بلکہ اب سوال ہے مسلمانوں کے حیات و موت
 کا۔ آج امت مرحومہ جاں بلب ہو، نذر کا عالم ہے، آؤ کہ مسلم
 قوم جو دنیا میں پیغام اسن و صلح لیکر آئی تھی، آج براہمن و بیہین
 میں مبتلا ہے۔ آج اس پر ذلت و خواری بھوک سکنت و ناکارہ
 مسلط ہے۔

چکور اور شبہ سب اوج پر ہیں
 مگر ایک ہم ہیں کہ لے مال دے نہ
 برادران اسلام - آپ اسلئے پیمار نہیں جوتے کہ آپ
 کو اپنی پستی و ذلت کا یقین نہیں ہے۔ آپ اس لئے آج نہیں
 کہتے کہ آپ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ مسلم قوم اس سبز میں جلد
 سفر سچی سے مٹنے والی ہے، اُسکے آپ کو اس قوم کی حالت
 دکھاؤں، اور میں غلط فہمی میں آپ مبتلا ہوں اس کدو کو
 اور تباؤں کہ آپ کیے زفر وہہ سکتے ہیں۔

مسلمانوں کی تعداد

اور اس کی کیفیت

ہندوستان میں سات کروڑ مسلمان بتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ سات کروڑ مسلمان کبھی مٹ نہیں سکتے۔ کیونکہ سات کروڑ مسلمان شکر و کافر پر غالب ہیں۔ اور ہندو تو یا ایسے ہی کرہ ہیں، اس واسطے یہ غیر ممکن ہے کہ ہندو کے مسلمان مغلوب ہو جائیں، یہ زعم باطلی ہے، یہ دھوکہ ہے یہ فنا کرنیوالی غلط فہمی ہے، یہ پیش خیمہ بادی ہے۔ براہِ اراد اسلام

اسپین کے مسلمان کہاں ہیں؟

آپ کو معلوم ہے، مسلمانوں نے اسپین میں آٹھ سو برس تک حکومت کی، وہ حکومت کیا ہوئی وہ مسلمان کہاں گئے، ان کی عظمت کیا ہوئی، سنئے اور غور سے سنئے۔ اسپین کے مسلمانوں میں زندہ رہنے کی صلاحیت نہیں رہی۔ ان میں ٹٹا عمل نہ رہا۔ یہ غیر منظم ہو گئے، یہ آپس میں جنگ و جدال کرنے لگے، ان پر غفلت طاری ہو گئی، اس غفلت کا کیا نتیجہ ہوا، کیا آپ نہیں جانتے؟ آپ کو معلوم ہے، مگر آپ عبرت نہیں پکڑتے اگر ہمیں معلوم تو سنئے۔ اسپین کے مسلمانوں کو اپنے غفلت کا

نتیجہ بھگتنا پڑا، دشمنوں نے گابڑ مولیٰ کی طرح ان کو کاٹ ڈالا، عورتوں، بچوں، اور بوڑھوں کو سمندر میں ڈبو دیا مسجدیں زمین کے برابر کر دی گئیں دارالعلوم و مدرسہ خانقاہ و قبرستان، سرنگھٹ عمارت و شاہی محل کل نشانات مسلمانوں کے مٹا دیئے گئے، آج اسپین میں ایک مسلمان نہیں، اگر ایک سیاح آج اسپین جاتے تو اس کو یہ محلہ نہ پرکھا کہ حکومت کیا، بلکہ مسلمان بھی اس ملک میں جتے تھے سنا آپ نے اسپین کی حالت، صفت اسپین نہیں، بلکہ یہ بتا سکتے ہیں کہ مسلمان بے خانہ ہو کر بچکے، جو جہاں گیر و جہاں دار تھے، جو جہاں بان و جہاں آرا تھے، آہ ان کا نام و نشان نہیں، برادران اسلام کیا اسپین کے مسلمانوں کو خدا پر ایمان نہیں تھا، کیا قرآن پاک پر ان کو اعتقاد نہ تھا، تو پھر یہ کیوں مٹ گئے، اسپین کے ایک مسلمان دس ہر کیوں غالب نہ آئے، سنئے جو قوم تعداد میں کم ہے اور نہ ایامی قوت ہے نہ جہانی قوت نہ داعی قابلیت نہ اخلاقی نہ اس میں اتحاد و اتفاق ہے نہ تنظیم نہ دولت ہے اور نہ علم وہ قوم مٹ جاتی ہے، ہندوستان میں مسلمان ہمیشہ قوم سے کم ہیں یعنی مسلمان سات کر دڑ ہیں، اور ہندو پانچ سو کر دڑ آئے مسلمان فنا ہو جائیں گے، کیونکہ ہندوستان کے مسلمان

جاہل و مفلس ہیں، نہ دماغی قابلیت ہے، نہ جسمانی قوت، اس
 میں جنگ و جدال ہے، بھائی کا بھائی دشمن ہے آپہنچے
 اور کہیں گے کہ ایک مسلمان دس کافروں کے برابر ہے، اور جو
 میں کہہ رہا ہوں وہ اسلامی عقیدے کے خلاف ہے، میں کہتا ہوں
 کہ یہ صحیح ہے اور بالکل صحیح ہے کہ ایک مسلمان دس پرغائب
 اسکتا ہے، بلکہ سینکڑوں پر۔ مگر پہلے کے مسلمان ایسے تھے،
 بعد کو ضعف کے باعث ایک مسلمان کو دو کافروں کے برابر کیا
 ہے۔ ہاں اسلام کی تاریخ اس کی شاہد ہے کہ ایک مسلمان دس
 پر کیا بلکہ ہزار پر بھی بھاڑی رہا ہے، عہد رسالت کو لے کر آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے ہمیشہ کم تعداد سے مقابلہ کیا ہے
 کوئی عزدہ ایسا نہیں جس میں مسلمانوں کی تعداد کفار سے زیادہ
 یا مساوی بھی رہی ہو، مگر باوجود کمی تعداد فتح مند مسلمانوں کو پہنی
 عزدہ ہر میں مسلمانوں کی تعداد کفار سے نصف سے بھی کم تھی،
 مگر مسلمانوں کو وہ شاندار فتح ہوئی کہ اب تک یادگار زمانہ ہے
 عہد رسالت کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ مبارک کو بھی۔ کیا
 حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کثیر تعداد فوج تھی۔ جس
 نے مالک عراق و فلسطین مصر و فارس وغیرہ کو فتح کر لیا تھا، نہیں
 بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی، تاہم اسلامی پر
 غور کرنے بہت ایسے واقعے ملتے ہیں کہ دنیا کی ہر سی

بڑی طاقت بھی مٹھی بھر مسلمانوں کے غم و اداہ کو نال لینے
 میں کامیاب نہ ہو سکی، اور نہ ان کے پاس استقلال کو توڑی
 قوس ڈالنے کا سکہ، بلکہ خود منہ کی کھائی، جب اسکندر یہ فتح ہو گیا
 تو سپاہ کی طرف مقتدر بن اسود کنڈی کی سیادت میں چالیس
 ہزار ارباب کو حضرت خالد بن ولید نے روانہ کیا مسلمانوں کی قلیل
 جماعت جب ان کے چالیس ہزار سپاہیوں سے مقابلہ کیلئے
 تیار ہوئی تو وہاں کے لوگوں نے مذاق اڑایا، اور بہ طریق استہزایہ
 کہنا شروع کیا کہ بے عقل بدی ادبوں کے چرانے والے وحشی
 قوم ہم سے لڑنے چلے ہیں، بھلا ان وحشیوں کو اس ملک کی حکومت
 کرنے کی کیا سمجھی ہے، یہ صحابی مرد میدان بن کر ہمارے
 مقابلہ کو آئے ہیں، اس ملک کے حکمران کاسب سے بڑا بیابانی
 بہت بہادر تھا، اس قلیل جماعت کو دیکھ کر بھولانہ سمایا اور کہیوں
 انہیں ایک طرف چالیں مسلمان تھے، اور دوسری طرف چالیں
 ہزار بیاد و جنگ جو سپاہی تھے، چالیس مسلمانوں کا دیکھنا تھا
 کہ ہر نے جنگی لباس زیب تن کیا، گھوڑے پر سوار ہو علم لیکر فوراً
 میدان جنگ میں آجما، اور علم میدان مذم میں گاڑ دیا، اس کے
 بعد غیر غراں کی طرح دھاڑا کہ مرو میدان میرے مقابلے میں آئے
 ملکہ اسلام میں سے حضرت ضرار بن ازد نے مقابلہ کیا اور اس
 شان سے مقابلہ کیا، کہ معلوم ہوتا تھا، گویا زمین کا تپ گئی اور آسمان

تھرا گیا، خوب مقابلہ ہوا، ہریر مارا گیا، فوج اعدا میں ایک
کھلبلی پڑ گئی اور آخر مجبور ہو کر بھاگے،

براہِ اوران اسلام دیکھا اپنے چالیس کا مقابلہ چالیس ہزار کا اب
آئے ذرا ساٹھ کا مقابلہ ساٹھ ہزار سے بھی دیکھ لیجئے، ملک شام
فتح ہوا ہے، کیونکہ مسلمان سپہ سالار کفار کے سپہ سالار کو پیغام
دیتا ہے کہ اگلے دن ساٹھ مسلمان کا مقابلہ ساٹھ ہزار کافر
سیاہیوں سے ہوگا، قدرت خدا کا تماشا دیکھنا یہ قدرت خدا کا
تماشا ان کفار کی آنکھوں نے دیکھا، ساٹھ مسلمان سیاہی
کا مقابلہ ساٹھ ہزار کافروں سے ہوتا ہے، پانچ ہزار کافر قتل
ہوتے ہیں، اور بچپن ہزار بھاگ جاتے ہیں، مسلمان صرف پانچ
شہید ہوتے ہیں، پانچ قید ہوتے ہیں، عہد صحابہ کے بعد نشان
اسلام کو لیجئے، یہاں بھی مسلمانوں کو فتح مندی قلیل التعداد
فوج سے ہوتی ہے، ان واقعات سے صاف طور پر یہ ظاہر ہوا
کہ ایک مسلمان دس پر کیا، بلکہ ہزار پر بھی غالب آسکتا ہے
اسلامی تاریخ ایسے واقعات سے بھرے ہوئے ہیں، مگر آہ
کہ مسلمان

سخت غلط فہمی

میں مبتلا ہیں، یہ مسلمان جن کا اوپر تذکرہ ہوا، ہم ایسے مسلمان

نہ تھے، بلکہ بچے ایماندار تھے، ایسے ہی مسلمان کی طرف ڈاکٹر
اقبال کا اشارہ ہے،

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اسکے زور بازو کا

بھگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ہم لوگ پیدا انشی مسلمان ہیں، آج سات کروڑ مسلم
آبادی اس فریب میں ہے کہ سات کروڑ مسلمان بائیس کروڑ ہندو
پر بھاڑی ہیں، ہندو مسلمان کا بال بیکا نہیں کر سکے، کیا عربوں
نے طرابلس الغرب میں اٹلی کا مقابلہ نہیں کیا، پھر ان کو شکست
کیوں ہوئی، جنگ عظیم میں ترک کیوں پسپا ہوئے، انگریزی
وہندوستانی فوج سے ترکوں نے خوب مقابلہ کیا، آج یہ
اطالیہ میں دسکے بیٹھے ہیں، ہندوستان میں ہندوؤں سے
مسلمان کیوں پٹ جاتے ہیں، یہ کیوں ہندوؤں پر غالب نہیں
آتے، آئے دن سنتے ہیں کہ کلکتہ میں مسلمان یوں پٹے۔ بمبئی
میں یوں مار کھایا، تباہ اس طرح تباہ ہوئے، فلاں جگہ
اذان بند کی گئی، اور مسلمان یوں گھائل ہوئے،

برادران اسلام، آپ حکومت یا ہندوؤں کو نرم
ٹھہرا رہے۔ مگر میں تو مسلمان ہی کی عقلیت و بد عملی کا نتیجہ
سمجھتا ہوں، سنئے، اول تو قرون اولیٰ والے مسلمانوں کے
ایسا ایمان نہیں، دوسرے باہمی جنگ و جدال، جہالت، مفاسد،

بے نظمی، وغیرہ یہ سب مسلمانوں کے شکست کے وجوہات
 ہیں، مسلمانوں کو زعم ہے، کہ ہم سات کروڑ میں جتنی حالت
 آج مسلمانوں کی ہندوستان میں ہے۔ اس لحاظ سے یہ
 سات کروڑ ایک لاشہ ہے، اگر آپ مجھے معاف فرمائیں تو میں
 یہ بھی کہوں کہ اگر آپ کے پاس ایمان ہے، لیکن ساز و سامان
 نہیں، علم نہیں تو فقط خدا پر تکیہ کرنا کافی نہیں، کیونکہ خدا کا
 ایسا حکم نہیں، یہ ہمارا ایمان ہے، اور ہونا چاہیے، کہ خدا کو
 پوری قدرت حاصل ہے کہ مورچے مانہ کو غالب کر دے اور
 وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور کرتا ہے، مگر اس مافوق قانون
 بنایا ہوا ہے، کہ اس عالم اسباب میں انسان کیلئے حدود و حدود
 سامان بہم کو نا بہت ضروری ہے، آپ ہی فرماتے کہ آپ کو
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ایمان ہے، کیا سختی
 کو خدا پر تکیہ نہ تھا؟ اگر تکیہ تھا، اور ضرورت تھا، تو کھیر میدان جنگ
 میں حضور مسلح ہو کر کیوں جاتے تھے، مگر معطل سے دینہ طیب
 کیوں ہجرت کر کے گئے، آپ ہی فرماتے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم یا حضرات سحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کون کون جنگ
 بغیر تیاری کیا یا کس کس جنگ میں طرے گئے، کیا ان کے پاس
 ایمان تھا تو سامان جنگ نہ تھا، آلات حرب نہیں تھے، کیا فن
 جنگ سے وہ بے بہرہ تھے، ہرگز نہیں اور ہرگز نہیں، خدا کی

رزق قسیم رحیم سے ان کو زیادہ ایمان تھا، مگر طلب معاش و رزق ظلالِ اکیسے وہ زیادہ ہم سے جفا کشی کرتے تھے۔

براہِ راست اسلام جب آپ کا ایمان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑا ہوا نہیں ہے، اور برگزیدہ ہوا نہیں ہے، تو پھر آپ کا یہ خیال کیوں ہے کہ آپ بغیر ساز و سامان و تنظیم پائیں کروڑوں کامیابی کیساتھ مقابلہ کر سکیں گے آپ کہیں گے یہ عقیدہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے، مسلمان اگر مسلمان ہیں تو بغیر ساز و سامان کے بھی پائیں کروڑ ہندوؤں پر غالب آجائیں گے، میں کہوں گا کہ اگر مسلمان واقعی مسلمان ہو جائیں تو نو دس امان بہم کر لیں گے،

حقیقت یہ ہے کہ ہم اسلام کو صحیح معنی میں سمجھتے ہی نہیں غلط عقیدہ ہم نے پیدا کر رکھا ہے، صبر تو کل وغیرہ کا صحیح مفہوم کم پایا جاتا ہے، صبر کے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ اگر کوئی مصیبت آ پڑے تو غم کا اظہار نہ کریں، دولت برداشت کریں اور آفات نہ نہ کریں، بجائی میں مولوی تو نہیں ہوں، مگر علمائے ربانی کے اقوال میں نے پڑھا ہے۔ اور میں نے یہ سمجھا ہے کہ صبر کا مفہوم یہ ہے کہ صحیح اصول پر کام کرتے ہیں جو وقتیں پیش آئیں ان کو برداشت کریں اور کام کو جاری رکھیں، اور وقتوں سے گھبرا کر کام نہ چھوڑیں، نہایت مشکل سے مشکل حالت میں پوری محنت سے

کام کیا جاتے اور نتیجے کی طرف سے خائف ہو کر کام نہ چھوڑیں
 بلکہ نتیجہ کے بارے میں خدائے تعالیٰ سے کامیابی کا بھروسہ
 رکھیں، یہ تعلیم اسلام نہیں ہے کہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہا
 جائے اور خدائے کامیابی کی امید رکھی جائے، بلکہ کام کیا
 جائے اور کام کرنے پر بھی کامیابی خدا ہی کے ذات سے
 ہو سکتی ہے، اور کام کرنے کے معنی صرف ہاتھ چلانا نہیں
 ہے، بلکہ اس طرح کام کرنا جیسا عالم اسباب میں چاہتے
 گویا بچہ سقہ لے امان اللہ خاں کو صرف اللہ پر بھروسہ کر کے
 نکال دیا، بھائیو۔ ایک طرف بچہ سقہ لے تیار ہی کی اور دوسری
 طرف یہ بد نظمی کہ فوج نہیں جو بچہ سقہ سے مقابلہ کرے، کیا
 نادر شاہ نے بچہ سقہ کو یوں ہی تخت سے اتار دیا، ہرگز نہیں
 بلکہ جب یہ افغانستان میں داخل ہوتا ہے تو اس کے پاس نہ
 فوج ہے اور نہ روپیہ، پہلے یہ اللہ کا نام لے کر سامان ہجم
 کرتا ہے، روپیہ جمع کرتا ہے، قوم میں تسلیم کرتا ہے، فوج
 مرتب کرتا ہے، تب جنگ کرتا ہے، اور بچہ سقہ مارا جاتا ہے
 حضرات آپ یاد رکھئے کہ بغیر مرضی خدا کچھ نہیں ہوتا، اور بغیر
 خدا پر بھروسہ کئے کامیابی نہیں ہوتی، اپنے ساز و سامان پر
 گھمٹد ہرگز نہ کرنا چاہئے، اور یہ بھی یاد رکھئے کہ خدا کا اٹل
 قانون ہے کہ آپ کو اس دنیا میں اپنی حالت خود سنبھالنا ہے

ایمان کے بعد عمل بھی ضروری ہے، آج مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ سے مار کھاتے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ان میں قوت مقابلہ کی نہیں، جیل بھی مسلمان ہی چلے جاتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس دولت نہیں ہے، مقدمہ چلتا ہے، پیروی نہیں کر سکتے، مغربی ہے، مسلمان مرعوب ہیں، کیونکہ ان میں اتحاد و اتفاق و تنظیم نہیں ہے، مسلمانوں کو اتو جاربانہ حملہ کرنا ہی نہ چاہئے، سوال ہے مدافعت کا۔ لیکن مدافعت کے لئے بھی ہم تیار نہیں، میرا یقین ہے کہ مسلمان بہت جلد ہندوستان میں

قنا کے گھاٹ

اگر جائیں گے، کیونکہ ان میں زندہ رہنے کی کوئی صلاحیت ہی نہیں، نہ ان میں طاقت و باغی ہے، نہ جہانی، نہ وراثت ہے، نہ تنظیم، آپ یاد رکھئے، اگر اچھی طرح یاد رکھئے، کہ بائیں کر رہے سات کروڑ کو پیس دیں گے، حکومت بھی کیا کر سکتی ہے، کوئی حکومت ہو جب تک آپ خود اپنی مدد نہ کریں گے، کوئی لیا کر سکتا ہے، مثل مشہور ہے کہ خدا اسی کی مدد کرتا ہے، جو آپ اپنی مدد کرتا ہے، اب سنئے کہ کونکر کیے ہیں دیکھئے حاکمیت اور سوراٹ، مہو اتر کر آپ غور کیجئے تو اس وقت بھی ایک عورت

ہندو راج ہے

وٹرکٹ بورڈ، میونسپلٹی، مجالس ہائے قانون ساز
مرکزی اور صوبہ جاتی ہر جگہ ہندوؤں کا راج ہے، جو قانون
چاہتے ہیں بنا لیتے ہیں، جو انتظام چاہتے ہیں کر لیتے ہیں اور
کیوں ایسا نہ ہو، تعداد ان کی زیادہ ہے، ووٹ ان کا ہے
اپنی اکثریت سے جو چاہتے ہیں، منوالیتے ہیں، جب اختیارات
محدود ہیں تو یہ عالم ہے، جب پورے اختیارات حاصل ہونگے
تو خدا جالے کیا ہو گا۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت مسلمانوں
کی کوئی ہمتی باقی نہ رہیگی، ہاں اگر مسلمانوں میں طاقت آجائے
تو سوراج کا بھی فائدہ ہو، اور کوئی ان کو مٹا نہیں سکتا، اور
اگر سوراج نہ بھی ہو تو جیسی موجودہ حالت ہے، مسلمان مٹ جائینگے
یا ورکھنے۔ جب مسلمانوں میں طاقت آجائے گی تو ہندو ڈرے
لاٹھی لیکر کپا، بلکہ ددٹ لے کر بھی مسلمان کے خلاف نہ اٹھیں گے
قومی سے اگر سب ڈرتے نہیں تو کم سے کم اس کی قوت کا احترام
کرتے ہیں، قوت سے مراد صرف جسمانی قوت نہیں ہے، بلکہ
دماغی و روحانی و اخلاقی و اقتصادی قوت وغیرہ سب مراد ہیں،
ہندو گورنمنٹ کے مقابلہ میں کمزور ہیں، اسلئے گورنمنٹ سے
بھگت گری کی پالیسی عدم تشدد کی ہے، یہی کانگریسی ہندو دوسری

جگہ مہاسبھائی بن کر مسلمانوں کے ساتھ تشدد کی پالیسی برتتے ہیں
 یہ کیوں محض اسلئے کہ ہندو مسلمانوں کے مقابلہ میں قوی ہیں۔
 گورنمنٹ کے ساتھ قویہ پالیسی کہ شرک پر لیٹ جاؤ اور پولیس
 کو کہو کہ اپنے پوٹ سے ہمارے سینہ پر روندتے ہوئے چلے
 جاؤ، مگر ان نہ کریں گے، یعنی بالکل بے بس ہے مار کھائیں گے
 لیکن ماریں گے نہیں، ہنیت اچھا مگر یہی پالیسی مسلمانوں کے
 ساتھ کیوں نہیں برتی جاتی، مسلمانوں کے ساتھ مار کاٹ، اینٹ
 پتھر، لاشی گنگا کیوں ہے؟ جب عدم تشدد کی جنگ بہت قوی و
 موثر ہے، جس کا استعمال گورنمنٹ برطانیہ کے مقابلہ میں کیا جاتا ہے
 تو پھر ہی عدم تشدد کی جنگ بہتے مسلمانوں کے مقابلہ میں کیوں نہیں
 کی جاتی، کاش مسلمان ہندوؤں کی ان چالاکیوں پر غور کرتے
 برادران اسلام بات صاف ہو۔ گورنمنٹ کے مقابلہ میں یہ
 ہندوستان گروہ کرتے ہیں، چونکہ پولیس فوج، توپ و تفنگ
 کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں، مسلمان کے ساتھ لاشی و بڑے سے
 جنگ کرتے ہیں، چونکہ مسلمان کے پاس کوئی سامان نہیں، مسلمانوں
 کو مطلوب کر سکتے ہیں، اور کرتے ہیں، تو دیکھا آپ نے کہ مسلمانوں
 کے مقابلہ میں ہندو راج کرتے ہیں، پس ظاہر ہے کہ مسلمانوں
 کی قلیل تعداد، اور ساتھ اس کے کمزوری، جہالت، مفلسی، فنا
 کا پیغام ہے، آپ زعم نہ کریں کہ آپ سات کروڑ ہیں، اسلئے

کو اکب میں معنی کرشمہ تو کا فریاد کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سرخسکو چاہیں

اب آپ فرمائے کہ یہی مسلمان جن کو ہم آپ سات کرد
کہتے ہیں، بائیس کرد پر غالب آ سکتے ہیں، ہم میں اکثر مسلمان
ہیں چونکہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے، چونکہ گائے کا گوشت
کھاتے ہیں، اور ختنہ کراتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ سات کرد مسلمان
میں اکثر برائے نام ہیں۔

اور اب اپنے کا وقت آگیا، کیونکہ خدائے تعالیٰ نے
ہم کو اپنی حالت بدلنے کا موقعہ دیا، لیکن ہم اپنی حالت نہیں
بدلتے، برا اور ان اسلام آپ اس خیال کو درنہجئے کہ ہم سات
کرد ہیں، ہم کو کوئی ٹٹا نہیں سکتا، ہاں جب سات کرد وڑا
معنی میں مسلمان ہو جائیں تو کیا کہنا ہے، ایمان تو بہت بڑی
چیز ہے، میں کہتا ہوں اس عالم اسباب میں اگر کافر کو علم و دولت
و قوت ہے تو اس کی قلیل تعداد کثیر تعداد پر غالب آ جاتی ہے۔
خواہ وہ کثیر تعداد کافروں کی ہو یا برائے نام مسلمانوں کی، اس
حالت میں جبکہ یہ کثیر تعداد بے علم و دولت و قوت ہے۔
مٹھی پھر انگریز بتیں کرد ہندوستانیوں پر کیے حکومت کرتے ہیں،
کیا یہ انگریز مسلمان ہیں، نہیں، لیکن وہ خوبیاں جو ایک حکم اس قوم

میں ہونی چاہئے۔ ان میں موجود ہیں، یعنی اتحاد و اتفاق کمال درجہ
 ان میں ہے۔ قوت جہانی و دماغی یہ رکھتے ہیں، دولت ان کے
 پاس ہے، علم سے یہ الامال ہیں، تجارت یہ کرتے ہیں، صنعت
 و حرفت ان میں ہے، یہ سب خوبیاں ہندوؤں میں آرہی ہیں،
 مگر مسلمان ہیں کہ ان میں جہالت ہے، مفلسی ہے، بچوٹ ہے، آپس میں
 جنگ و جدال ہے اور کون برائیاں ان میں نہیں، اگر مسلمانوں میں
 آج خوبیاں پیدا ہو جائیں تو آج ہی ہندوستان میں غالب آجائیں
 مگر اس وقت سوال غالب آنے کا نہیں ہے، بلکہ سوال زندہ رہنے
 کا ہے مسلمان ڈریں، اس وقت جب کہ اسپین کے مسلمانوں کے طرح ہندوستان
 میں بھی فنا ہو جائیں گے، آپ سمجھتے ہوں گے کہ یہ بزدل بنائیوالی
 بات ہے، مگر آئندہ خطرات سے آگاہ کرونا بزدل بنانا نہیں، ہر
 بلکہ بھاؤ بنانا ہے،

ہزاروں آدمی سٹ اندر دل اگر گویم زباں سوزد
 و گردم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد
 کیا غضب ہے کہ بجا کلت موجودہ مسلمانوں کو سات کروڑ
 لاکھ آدمی گھنڈ ہے، اور کوئی سامان ندارد۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ
 جب دس آدمیوں کو در مسلح ڈاکوؤں سے مقابلہ ہوتا ہے۔ تو
 یہ دس بے وقوف دبا کر بھاگتے ہیں، اور کہیں آیا ہوتا ہے کہ ایک

مسح آدمی دس مسح ڈاکوؤں کا مقابلہ کر لیتا ہے مگر جب
 تعداد بھی کم ہو اور یہ کم تعداد مسح بھی نہ ہو تو یہ جماعت مقابلہ
 بہرگز نہیں کر سکتی، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب دو چار چھ
 ایک ایسے مکان میں داخل ہوں، جہاں صرف ایک آدمی
 نہتہ ہو تو مقابلہ کیا معنی اس کے منہ سے آواز نہیں نکلتی، اگر
 اگر ایک سے زیادہ آدمی ہوں تو چور چور کا پلہ کرتا ہے، اب
 آپ صاف سمجھ گئے ہوں گے کمی تعداد بغیر طاقت و تنظیم
 کر دینے والی ہے،

نہ سمجھو گے تو ٹٹ جاؤ گے اسے ہندوستان والو
 تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں
 برادران اسلام۔ آپ نے اپنی تعداد کا حال معلوم
 کر لیا مسلمان سات کروڑ ہیں، مگر برائے نام۔ یہ سات کروڑ
 مسلمان راکھ کا ڈھیر ہیں، اگر آپ کی خواہش ہے کہ یہ سات
 کروڑ ایک طاقت ہو، جو کفر کے نظام سے تصادم ہو کر پاشن
 پاش نہ ہو، آپ کی خواہش کیا بلکہ یوں کہوں کہ اگر آپ زندہ رہنا
 چاہتے ہیں، تو اس کی ضرورت ہے کہ یہ سات کروڑ صحیح معنی میں
 مسلمان بن جائیں، میں تو خود گنہگار بندہ ہوں، دوسروں کو کیا کہوں
 مگر اکابرین قوم نے اس بارے میں جو فرمایا ہے پیش کر دوں گا، چنانچہ
 اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ سات کروڑ مسلمان صحیح معنی میں مسلمان بن جائیں اور تعداد بھی زیادہ

تبلیغ اسلام

کیجئے، حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اشاعت اسلام
صوفیاء کرام کے ذریعہ ہوتی ہے بعض صوفیاء کرام نے تو غا نہ
لشینی اختیار کر کے محض اپنے تقویٰ و پرہیزگاری سے مسلمانوں
اور غیر مسلموں کو متوجہ کر لیا، مسلمان کیے مسلمان ہوئے اور غیر مسلم
اسلام قبول کر گئے، آج کل بھی ایسی بہتیاں ہیں، لیکن
بہت کم، اور بعض نفوس قدسیہ نے سحرانوردی، باد و پہاڑی
جائنہ پرورش، اختیار کر کے گرمی و سردی کی تکلیف اٹھا کر تبلیغ اسلام
کیا ہے، لیکن افسوس ہے کہ جاہل صوفی اور جھوٹے فقروں نے
اسلام کو بدنام کر دیا ہے، سچے صوفیوں کی طرف لوگوں کی توجہ
کم ہوئی ہے، بہر کیف حضرات اولیاء کرام جو کچھ کر رہے ہیں، وہ
اپنی جگہ پر قائم ہے، میں یہاں اس قدر عرض کر دیں گا کہ :-

دعا ہر مسلمان اپنے آپ کو مبلغ بنا دے، عانتہ الناس میں امر
بالعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہے، جو عقیدہ اور جو عمل دین
حق کے خلاف دیکھے، اس سے لوگوں کو باز رکھے، اور اس کام
بغیر لڑائی جھگڑا کیے، نہایت خوبصورتی سے انجام دے، یہ سچنا
کہ یہ کام صرف تبلیغی انجمن کا ہے، غلطی ہے تبلیغی انجمن کہاں تک

قائم ہو سکتی ہے، جہاں تک زیادہ تعداد میں تبلیغی انجمنیں قائم ہوں بہتر ہے، مگر اسلامی تبلیغ اس پر موقوف نہیں ہے کہ کوئی تبلیغی انجمن ہو، اس کا باضابطہ صدر ہو، کوئی سکرٹری ہو، اس کے ممبر ہوں، اس کا اجلاس ہو، بلکہ ہر مسلمان جو عاقل و بالغ اور مکلف بالاعمال ہے، وہ بجائے خود ایک اسلامی مبلغ ہے، ایک عملہ الہی میں اگر چند مسلمانوں کا گھر ہو، اور وہاں بعض مسلمان ایسے ہوں کہ کلمہ تک پڑھنا نہ جانتے ہوں، تو وہاں کا درمرا مسلمان جو معمولی پڑھا لکھا بھی ہے کلمہ پڑھا سکتا ہے، اور دین کی ضروری باتیں بتا سکتا ہے، یہ بھی تبلیغ اسلام ہی ہے

(۲) سب سے پہلے اپنے نفس کو تبلیغ کیجئے،
 (۳) اپنے نفس کو تبلیغ کرنے کے بعد اپنے گھر میں تبلیغ کیجئے
 اپنی بیوی کی اصلاح کیجئے، اپنے فرزند کی اسلامی تربیت کیجئے،
 اگر آپ ایسا نہ کیجئے تو تبلیغ عامہ کا آپ کو حق نہیں ہے، بیوی متلائے توہمات اور مرتکب بدعت ہو، اور فرزند بے نازی ہو، چور ہو، بد کلام ہو بد چلن ہو، شرابی ہو اور آپ کو اس کی پرواہ نہیں تو عوام کی اصلاح کا شوق آپ کو فضول ہے، ماں کو شش اصلاح کے بعد بھی اہل کنبہ نہ سنبھلیں تو مجبوری ہے، اور ایسے حالت میں تبلیغ عامہ الناس کرنا چاہئے۔
 وہم، کثرت سے انجمن تبلیغ الاسلام قائم کی جائے

تبلیغ کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ غیر مسلموں کو مسلمان بنایا جائے، بلکہ یہ بھی ہے کہ مسلمان کو مسلمان بنایا جائے اسلام کی تعلیم ہر مسلم غیر مسلم تک پہنچا دی جائے (۵) ہر مسلمان حق المقدور تبلیغ اسلام کی روپیہ سے مدد کرے،

(۶) ایسے مبلغ پیدا کئے جائیں جو عربی جاننے کے علاوہ غیر زبانوں میں بھی ماہر ہوں،

(۷) تبلیغ دین نہایت پر امن اور سادہ طریقوں سے کی جائے، خدا کا حکم ہے کہ اپنے رب کے راستہ کی طرف دانائی اور پسندیدہ کیفیت سے بلا قہار اور بحث مباحثہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دو،

(۸) غریب نو مسلموں کو روپیہ سے مدد کی جائے، اس قسم کی امداد کا انتظام مقامی و قرب و جوار کے مسلمان کریں، کیونکہ بہت آدمی فرضی نو مسلم بن کر روپیہ لوٹ رہے ہیں،

(۹) اسلام میں تفریق رنگ و نسل ذات پات نہیں ہے مگر بد قسمتی سے ہندوؤں کے اختلاف سے یہ تفریق مسلمانوں میں بھی پیدا ہو گئی ہے، اس ذہنیت کو مٹانے کی کوشش کرنی چاہئے، اور نو مسلموں کو ذلیل و خوار نہ سمجھنا چاہئے،

(۱۰) بہتر ہے مسلمان شادی بیاہ کا تعلق نو مسلموں سے اس کے

حیثیت کے مطابق نہیں کرتے ہیں، نو مسلم کا جو درجہ غیر مسلم ہونے کے حالت میں تھا، اس کے مطابق مسلمان کے خاندان میں اس کی شادی ضرور ہونی چاہیے، مثلاً ایک برہمن خاندان کا کوئی فرد اسلام قبول کرے تو اس کی شادی مسلمان کے اچھے خاندان میں ہونی چاہیے، دس علی ہذا، جب تک مسلمان اس معاملے میں تنگ خیالی کو راہ دیں، یہ شکایت فضول ہے، کہ تبلیغ اسلام نہیں کی جاتی، کیونکہ بہت سے غیر مسلم ان ہی رکاوٹوں کے درجہ سے اسلام قبول نہیں کرتے ہیں ایسا پیر اس قدر گزارش کروں گا کہ ان معاملات میں عجلت سے کام نہ لیا جائے، نو مسلموں پر اعتما و مٹھوک بجا کر کیا جائے، کیونکہ کبھی کبھی مسلمانوں کو دھوکہ ہوا ہے،

(۱۱) چونکہ نو مسلم یا نو مسلمہ سے شادی بیاہ لوگ معیوب سمجھتے ہیں، اس واسطے تحریر و تقریر سے ایسی ذہنیت مسلمانوں کی بدلتی چاہئے،

(۱۲) تبلیغ میں اختلافی مسائل سے پرہیز کیا جائے، و اسلام کے اہم ارکان و احکام مثلاً کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کی طرف متوجہ کیا جائے، اور ان برائیوں کو دور کرنے کی کوشش کی جائے، جس سے اسلام اور اہل اسلام کو کمزوری پہنچ رہی ہو، مثلاً نکاح بیوگان کو لوگ معیوب سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ نہ صرف

ہیوڈں کیساتھ بے انصافی ہے، بلکہ اس بھی کم ہوتی ہے
اور صریح شریعت اسلام کے خلاف ہے، ہیوڈ کو نکاح ثانی
کیلئے مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور نہ کوٹا چاہئے، مگر عام رواج
مسلمانوں میں اس کا ہونا چاہئے، حقیقت یہ ہے کہ یہ عیب
بھی مسلمانوں میں ہندوؤں کے اختلاط سے پیدا ہو گیا
ہے، ورنہ یہ کوئی عیب کی بات ہی نہیں،

مسلمانوں کی جہالت

برادران ملت آپ نے ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں
کی تعداد اور اس کی کیفیت معلوم کر لیا، اب آئے، علوم و
فنون میں مسلم قوم کا مقابلہ ہندو قوم سے کیجئے، ایک وہ زمانہ
تھا کہ مسلمانوں نے ہر شعبہ علم و فن میں اتنی ترقی کی کہ دنیا دنگ
ہو گئی، اندس کی یونیورسٹیوں میں مسلمان ہی سے ایک
دنیا علم ادب، تاریخ، فلسفہ، ریاضی، طب، علم ہدیت، و نباتات
حاصل کر رہی تھی، فنون جہاز رانی، معماری، سنگ تراشی کی
ترقی مسلمانوں نے اس ملک میں دی، لغت نویسی، انشائیہ پڑیا
مسلمان کی ایجاد ہے،
جغرافیہ واتی ان کا حصہ تھی، چپہ چپہ زمیں کا انہوں نے

ناپ ڈالا، کوئی شہر کالج و مدرسہ سے خالی نہ تھا، ہر بڑے شہر میں یونیورسٹی (دارالعلوم) قائم تھی، امیر فقیر سب متلاشی علم تھے، ہزاروں کی تعداد میں مصنف پیدا ہوئے۔ صرف ایک مصنف کی چھ سو کتابیں تصنیف ہیں، لاکھوں کتاب خانے تھے، ایک کتب خانہ میں تین لاکھ کتابیں تھیں، ہندوستان میں مسلمانوں نے علم و فن میں وہ ترقی کی کہ ہندوستان کی کاپیالٹ کر دیا، عربوں کے مسلمان اپنے پیارے بنی کے حکم کے مطابق عمل کرتے تھے۔

کہ حکمت کو ایک شدہ مال سمجھو

جہاں پاؤ اپنا اسے مال سمجھو

حضور سرور عالم کا یہ حکم کہ تحقیق علم ہر مسلم اور مسلمہ پر فرض ہے، اگلے مسلمان اس پر کار بند تھے، اب موجودہ حالت پر غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ ہندو ہی سلطنتِ عظمیٰ کے راجہ ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی مدرسے ہیں، مگر مسلمانوں کی کثیر آبادی آج بھی نماز کے ضروری مسائل سے ناواقف ہے، اگرچہ مولوی حافظ پہلے سے زیادہ ہیں، مگر آج یہ حالت ہے کہ دین کے ضروری مسائل سے لاعلمی تو الگ کر دے زیادہ مسلمان صحیح کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتے، تو مسلم قوم اس معنی میں بھی جاہل ہی ہے، اب آتے دوسری طرف انگریزی تعلیم بھی

مسلمانوں میں بہت کم ہے، سوائے علیگڑھ یونیورسٹی کے تمام
یونیورسٹیاں حقیقت میں ہندو یونیورسٹیاں ہیں، بنارس ہندو
یونیورسٹی اور کلکتہ یونیورسٹی میں محض تھوڑا فرق ہے، تمام کالج
اسکول میں برہمن، سکھ، مسلمان، قریب قریب ہندو ہی ہیں،
مسلمان اکاؤنٹ میں، انڈین سول سروس کے مقابلہ کے امتحان
میں مسلم شاؤنڈاؤں کا میاں ہوتے ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ
یہی انڈین سول سروس پاس شدہ سندھوستان میں اعلیٰ عہدہ
پر رہ کر حکومت کرتے ہیں، یہ تو جہالت کی وجہ سے کہ مسلمان اعلیٰ
عہدہ پر کم ہیں، اگر سیویں پر بیٹھنے والے زیادہ تر ہندو ہیں اور
جونیاں سیدھی کرنے والے مسلمان ہیں، صاحب بہادر کے خاندان
مسلمان ہیں، قلی اور چراسی مسلمان ہیں، مگر اب وہ زمانہ آ رہا ہے
کہ مسلمان چراسی و چوکیدار بھی نہ ملیں گے، اس میں حکومت یا ہندو
کا قصور کیا ہے، مسلمان نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتا ہے نہ اعلیٰ عہدے
پر پہنچتا ہے، اور کیونکہ مسلمان اعلیٰ تعلیم حاصل کریں، اعلیٰ تعلیم
میں خرچ زیادہ ہے، اور مسلمان کے پاس پیسہ نہیں، اگر پیسہ
ہے تو کفایت شعار ہی نہیں، ہندو چراسی سادہ غذا کھا کر اور
سادہ کپڑ پہن کر پیسہ بچاتا ہے، اور اپنے بچے کو تعلیم دیتا ہے
مسلمانوں کو کھا نے اور پہننے سے فرصت ہی نہیں، مسلمان کا دل
دماغ چیز و شکم ہے، لذت غذا اور نفیس کپڑے کی چاہ مسلمانوں

کو ایسی پڑ گئی ہے کہ اپنی تھوڑی بہت دولت اسی میں گنوا دیتی ہیں، پوچھتے آپ دیوبند کے عالم سے اور علی گڑھ کے گریجویٹ سے کہ اسلاف پھر بدن و ترقی یافتہ قوم کے طرز رائج سے کچھ بھی واسطہ مسلمانوں کو ہے، میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مسلمان ادنیٰ کا دودھ پیکر اور کجہور کھا کر زندگی بسر کریں، میں یہ کہتا ہوں کہ ہندو ساوہ زندگی بسر کر کے پیہ بجاتا ہے، اور اپنے بچوں کو تعلیم دیتا ہے، برعکس اس کے مسلمان لذیذ غذا کھا کر اور بیش قیمت کپڑہ پہن کر نادار ہوتا ہے اور بچوں کو جاہل رکھتا ہے، الغرض افراد کو علیحدہ کر کے یہ حیثیت قوم مسلمان انگریزی تعلیم میں ہندوؤں سے بہت نیچے ہیں،

تعلیم نسوان

اگلے مسلمان تعلیم نسوان کے بہت بڑے حامی تھے، مسلم خواتین مردوں کے دوش بدوش لیاقت و قابلیت میں یقین جس زمانے میں عیسائی پادریوں نے عورتوں کو ناگن کا خطاب دیا تھا، جبکہ غیر مسلم عورتیں بادیہ جہل و نادانی میں سرگرداں تھیں اور مردان کو انسانییت کا درجہ دینے سے انکار کرتے تھے، اس وقت مسلمانوں میں عالمہ، فاضلہ اور ماہر طب خواتین کی کمی نہیں تھی، مذہب اسلام تعلیم نسوان کا حامی ہے، یہ فخر صرف

اسلام کو ہے کہ سوائے اس مذہب کے اور کسی مذہب میں عورتوں کے لئے تحصیل علم فرض نہیں ہے، اب دیکھئے کہ تقسیم مسلمان عورتوں میں ہے یا منہد و عورتوں میں، جہاں تعلیم کا حکم نہیں، وہاں تو قلم مگر مسلمان عورتوں کیلئے تحصیل علم فرض اور مسلمان عورتوں ہی میں زیادہ جہالت، جہالت کا یہ عالم ہے کہ اکثر سید صاحب شیخ صاحب، و خان صاحب کے یہاں عورتیں نماز تک پڑھنا نہیں جانتی ہیں، کیا یہ ہمارے لئے شرم کی بات نہیں ہے، کہ ہم نے عورتوں کو جہالت کے اندھے کنوئیں میں قید کر رکھا ہے، کیا ان کا ہم پر حق نہیں ہے، کہ ہم ان کو تقسیم دیں کیا قوم کے لئے یہ مہلک نہیں ہے، کہ اس کی ایک صنف عقل و دانش کے اعتبار سے جانوروں کے برابر ہو، کیا جاہل اور غیر مہذب عورتوں کے بچے صحیح معنی میں تربیت یافتہ اور مہذب ہو سکتے ہیں، ماں بننا محض بچہ پیدا کرنے اور اس سے محبت کرنے کا نام نہیں ہے، بلکہ اس کی پرورش و تربیت کی تمام ذمہ داریاں اپنے سر لیتا ہے، اُموت دماں بننے، کی تحت میں عام شفقت و ہمدردی، زخمیوں کی خبر گیری، بیماروں کی تیار داری غرض وہ سب چیزیں آتی ہیں، جنہیں فطرت نے عورت کے دل میں اس غرض سے پیدا کیا ہے، کہ وہ انسانی زندگی کی صحیح معنی میں محافظ بن سکے، یہ بات نہیں کہ مردوں میں ان باتوں کی صلاحیت

ہی نہیں، حقیقت یہ ہے کہ مردوں کو ان باتوں میں انہماک
 و سلیقہ نہیں، جتنا عورتوں کو ہے، مگر تقسیم شرط ہر عورتوں
 میں دو اہم پہلو ہیں، امومت، و زوجیت، امومت کا ذکر
 اوپر ہوا، زوجیت سے مراد ہے، وہ صلاحیت جس سے
 عورت مرد کی خشونت دور کرتی ہے، اس کے دل میں نرمی
 لطافت، محبت غرض ساری جمالی صفات کی تخلیق کرتی ہے
 بیوی کا کام محض اتنا ہی نہیں ہے کہ وہ اپنے جسم کو سنوارے
 اپنے گھر کی آرائش کرے، شوہر کو خوش رکھے، دلفریبی اور
 دلکشی پیدا کرے اور بس، نہیں، بلکہ تقسیم محنت کے اصول کے
 مطابق اس کے حصہ میں خانہ داری اور اس کے تمام لوازم آتے
 ہیں، زوجیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ عورت اپنی ذات میں
 جمالیات، معاشیات، کاروبار، نزاکت و محبت کا صحیح امتزاج
 پیدا کرے، آپ یقین کیجئے کہ جب تک عورتوں میں تعلیم نہ ہوگی
 ان میں صحیح معنی میں نہ امومت کی صلاحیت آ سکتی ہے نہ زوجیت
 کی، اور نہ امومت، و زوجیت کی صلاحیت عام معنی میں تو
 جانوروں میں بھی ہے، اہل مسلمان عورتوں میں یہ جمالت ہے
 کہ بچہ پیار ہے، و دامہیں دی جاتی، لیکن بیوی گنڈے باندھے
 جا رہے ہیں، جابی عورت آٹھ آٹھ کا سودا خرید کرتی ہے اور
 نو آدہ دیتی ہے۔ بعض اس لئے کہ حساب معلوم نہیں ہر شعبہ تعلیم

میں ہندو عورتیں مردوں کے دوشن بدوش ہیں، ہندو عورتیں
صنعت و حرفت میں مسلمان عورتوں سے بہت آگے ہیں، ہندو
عورتیں ڈاکٹر ہیں، پروفیسر ہیں، مجسٹریٹ ہیں اور جج ہیں، مسلمان
عورتیں ڈاکٹر خاک ہوں گی، وہ تو معمولی مرض کا بھی علاج نہیں
جانتیں، اسکول یا کالج میں کیا تعلیم دیں گی، جب کہ بچوں کو
اپنے گھر میں ہی اردو کی پہلی نہیں پڑھا سکتیں، برادران ملت
جب آپ کی یہ تعلیمی حالت ہے، تو آپ ہی فرمائے، قومی
زندگی کے لئے جو آج کشمکش ہے، آپ کب تک زندہ رہیں گے
تعلیم نسوان کے حمایت سے آپ

غلط نتیجہ نہ نکالئے

میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسلم خواتین مغربی حیثیت کی
تعلیم حاصل کریں، اپنا وقت قصہ دکھانی میں ضائع کر دیں، اور لاپتی
علیہ الذکون، موزوں، اور گلوہندوں میں بھٹی رہیں، بلکہ وہ تعلیم
حاصل کریں، کہ جس سے وہ انسان بن جائیں، دین کے ضروری
مسائل سے واقفیت حاصل ہو، اتنا حساب جائیں کہ دہو بن کو
کپڑہ وسیعہ وقت دیوار پر نشان دینے کی ضرورت نہ ہو، خط لکھ پڑھ
سکیں، بچوں کو اخلاقی تعلیم و تربیت دے سکیں، معمولی مرض کا
علاج کر سکیں، سرہم چڑھ کر سکیں، بیماروں کی تیمارداری کر سکیں

شوہراں باپ خویش و اقربا کا حق معلوم کر سکیں، یہ نہیں کہ وہ
 شمع انجمن بنیں، لیکن چراغ خانہ ضرور ہوں، شرعی حدود کے
 اندر اگر عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں تو کوئی گناہ نہیں، بلکہ فزوی
 ہے کہ کل عورتیں نہیں، مگر چند ایسی بھی ہوں جو اعلیٰ تعلیم سے
 محروم نہ ہوں، مثلاً اس کی ضرورت ہے کہ عورتیں علم و فقہ لغیرہ
 حدیث کے زیور سے اپنے کو مزین کریں، تاکہ دوسری عورتوں
 کو دینی تعلیم دے سکیں، عورتیں ماہر طب ہوں اور ملکی ترقی میں
 مردوں کا ہاتھ بٹا سکیں،

جس محلہ میں جاتے، جس بستی میں دیکھتے، ہندوؤں کے کتیا
 پاٹ شالے ہیں، ہر شہر میں گرل اسکول ہے، اگر مسلمانوں کے
 یہاں تعلیم نسوان کا یہی حال رہا، اور ہندو ترقی کرتے رہے تو
 ہندو عورتیں مسلمان عورتوں سے کیا، مسلمان مردوں سے بڑھ
 جائیں گی، اور مسلم قوم فتنہ ہو جائے گی، یاد رکھئے آپ کی تعداد
 بھی کافی نہیں، اور علم بھی نہیں تو ایسی قوم کو زندہ رہنے کا حق نہیں
 اگر تعداد بھی آپ کی کافی ہو، آپ سات کروڑ سے چودہ کروڑ
 ہو جائیں، تب بھی بغیر علم آپ کی کوئی ہمتی نہیں،

اس دور میں تعلیم ہے امر اضیحت کی دوا
 ہے خون فاسد کیلئے نیکم مثل تیشتر
 مسلمان معمولی فن سے بھی سبکدہ ہیں، قوم کو صرف

اسی کی ضرورت نہیں کہ بڑے بڑے علامہ، مورخ و فلاسفہ ہوں
 بلکہ اس کو ضرورت لاوارسونا را، پڑھتی وغیرہ کی بھی ہے، ضروریات
 زندگی کے جتنے شیعہ ہیں، سب میں قوم کے افراد کا ہاتھ رہنا
 چاہئے، اگر ہندو دہوئی مسلمانوں کا کپڑہ دھونا بند کر دیں تو مسلمان
 کیا کریں گے، مسلمان ہر جگہ غیروں کے محتاج ہیں، میں یہ نہیں کہتا
 کہ ہندو دہوئی سے کپڑہ نہ دھو لایا جائے، بلکہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں
 کہ دہوئی کیا پرستم کے ہندو پیشہ ور مسلمان کا کام چھوڑ دیں، تو
 اس قوم کی کیا حالت ہوگی، یا تو ہندوؤں کی خواہش کے مطابق
 مسلمانوں کو زندگی بسر کرنی پڑے گی، یا اس تک کہ چھوڑا پڑے گا، یہ
 نزاع نہیں ہے، آپ یقین جاتیں گے کہ ہندو مسلمانوں کی جیتی کو
 کچھ سمجھتے ہی نہیں، وہ کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں ہندوؤں کی عظمت
 و بڑائی کے وجہ سے مسلمان ہندوستان میں بزدل و شہسوار گئے ہیں،
 اور اب ہندو و انفرادی و اجتماعی قوت درست کر چکے ہیں، ان کے
 پاس دولت ہے، علم ہے، تعداد میں زیادہ ہیں، صفت و حرقت
 جانتے ہیں، مسلمان ان کے دست نگر ہیں، پھر کیا وجہ ہے کہ ہندو
 ان مسلمانوں کو جو کہ اپنی قوت، عروج، مسموت، اور علم و فن کو
 علیحدہ الگ کے بیکار و قلعہ بنے بیٹھے ہیں، ہندوستان سے
 نکال نہ دیں، یا پھر تو اور شرعہ کر کے اپنی برادری میں مذہبیا نہیں تو
 کم سے کم معاشرتنا داخل کریں، جناب دنیا میں یہ جوتا زیبا ہے،

جب آپ کسی مصروف کے نہ رہیں گے، تو غیر جو چاہیں کرینگے،
آپ جب ہر طرح ملاحق ہو جائیں گے تو ہندو آپ کو بھائی سمجھیں گے
جب مسلمانوں میں کوئی فن نہیں اور کسی میں ہے بھی تو دوسرے
مسلمان اس کو محبوب سمجھیں، تو ایسی قوم کا اللہ ہی حافظ ہے
اور لطف یہ کہ اپنی اس حالت پر مسلمان قانع ہیں، مسلمانوں کے
ایسی کوئی قوم آج علم و فن سے بے بہرہ نہیں ہے۔ ۱۵۰

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پر داسے دشمنی تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرم تم ہو

بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے دفن تم ہو
ہو نیکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو لمبائیں صنم پتھر کے
رونا صرف یہاں تک ختم نہیں ہے، علم و فن کے بے بہرہ ہو
سے مسلمانوں کی تسلیں روز بروز داغی کمزور رہی کا شکار ہو رہی ہیں
داغی طاقت مفقود ہو رہی ہے، ایک زمانہ تھا کہ مسلمانوں کی
داغی طاقت ایسی تھی کہ اکثر چیزیں یہی ایجاد کرتے تھے، علم طب
اگرچہ اس کی بنیاد یونان میں ہوئی مگر جو جو وہ شکل میں ہے
مسلمانوں کے فکر کا نتیجہ ہے، بارود، بندوق، روئی کا کاغذ
گھڑی، قطب نما، سب مسلمانوں نے ایجاد کیا ہے، آج اس قوم

کی دماغی کمزوری کی حالت یہ ہے کہ کوئی ایجاد یہ نہیں کر سکتے
ایجاد الگ جو چیزیں ایجاد ہو چکی ہیں، اس سے بھی مسلمان
ناواقف ہیں، ہمیشہ خبریں ملتی رہتی ہیں کہ فلاں فلاں نے یہ
ایجاد کیا، فلاں گہوش نے وہ ایجاد کیا،

اسلام نے ان ایجادات کو منع نہیں کیا ہے، اگرچہ
زندگی کا مقصد حصول سائنس یا چیزوں کا ایجاد کرنا نہیں ہے لیکن
آپ کو ایسے سمجھاؤں کہ آپ کو چاقو کی ضرورت ہے، اور آپ اس
کو بناتے ہیں، اور ضرور بنانا چاہتے، تو پہلے جس شخص نے چاقو
بنایا تھا، کوئی گناہ نہ کیا، بلکہ دنیا پر احسان کیا، کہ ایسی مفید
چیز بنائی جس کو ہم آپ شوق سے استعمال کرتے ہیں، اس طرح
آج کل کی ایجادات بھی ہیں، اگر کسی نے ریل گاڑی ایجاد کیا
تو کوئی گناہ نہ کیا، بلکہ دنیا پر احسان کیا، اب ہوائی جہاز ایجاد
ہوا ہے، اور خدا کو معلوم کیا کیا ایجاد ہوتا ہے، تو آپ کو
زندہ رہنا ہے تو ان چیزوں کو نظر انداز نہ کریں، اسلام اگر بیل
گاڑی اور ریکہ بنانے کے خلاف نہیں ہے، تو ریل گاڑی اور ہوائی
جہاز بنانے کے بھی خلاف نہیں ہے، ان مثالوں سے میرا
مطلب کہنے کا یہ ہے کہ بعض نا سمجھ مسلمان ان چیزوں کو دین
کے خلاف سمجھ کر اس کے خلاف متوجہ نہیں ہوتے ہیں،
بہر حال ان بات، اگر آپ قوموں کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں،

تو ہر ضروری علم دفن حاصل کیجئے، ایک آدمی ہر علم حاصل نہیں کر سکتا، ہم میں ایسے افراد پیدا ہوں جو مختلف علوم و فنون میں حصہ لیں،

برادران ملت! اب آپ پر یہ بات صاف ظاہر ہو گئی کہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت نہایت اتر ہے، اور ہم ساری قوم تعلیم میں کس قدر ترقی کر چکی ہے، اور سرعت سے روز افزوں ترقی کے ایک زینہ کو طے کر کے دوسرے زینے اور پھر تیسرے اور چوتھے پر پہنچ رہی ہے، مسلمان ہیں کہ ابھی پہلے ہی زینہ پر ہیں، اگر آپ زندہ رہنا چاہتے ہو گئے،

جہالت کی دور ہو

وہ مسلمانوں میں ابتدائی تعلیم کا عام رواج دیکھ کر مرد و عورت، امیر و غریب، شہری، دیہاتی، سب کے سب ابتدائی تعلیم سے فیضیاب ہوں، ابتدائی تعلیم سے مراد یہ ہے کہ ہر مسلمان کو اتنی تعلیم ضرور دینی چاہئے کہ وہ اسلام کے عقائد و دین کے ضروری مسائل سے واقف ہو سکتا، خط لکھ پڑھ سکے روزمرہ کا حساب معلوم کر سکے،

۴، ہر بستی و محلہ میں ایک اسلامی مدرسہ قائم کیجئے، یہ بہت

دشوار ہے کہ ہر شخص علیحدہ علیحدہ ایک معلم نوکر رکھے، اس لئے بہتر صورت یہ ہے، سب لوگ متفق ہو کر ایک معلم رکھیں،
 ۳۳، ہر بستی میں استطاعت کے مطابق ایک چوڑا پڑھنا نہ قائم کیجئے، جس میں دینی و دیگر علوم کی کتابوں کا ذخیرہ ہو، مسائل نخاع، طلاق و میراث وغیرہ کے جھگڑے ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، ہر جگہ عالم فاضل نہیں ملتے، ان کتابوں سے کام چل سکتا ہے،

غیر قوموں کے حملے اسلام پر ہوتے رہتے ہیں، ہم اپنے شکوک کو جو دشمنوں نے پھیلنے سے روک دیا ہے، ان کتابوں سے دور کر سکتے ہیں، مذہبی علوم کی چھوٹی بڑی مستند کتابیں اردو زبان میں ہوں، یا جس حصہ ملک میں جو زبان کی زبان ہو، اس زبان میں کتابیں مہیا کی جائیں، علاوہ دینیات کے، دیگر علوم کی بھی کتابیں مہیا کی جائیں، جیسے تاریخ، علم جغرافیہ، علم معاشرت، و معیشت وغیرہ، ان علوم کا جاننا بھی کار آمد اور مفید ہی نہیں، بلکہ ضروری ہے، ایک علم جغرافیہ کو سمجھنا، ہم زمین پر چلتے ہیں، مگر معلوم نہیں کہ یہ زمین کس قدر لمبی یا چوڑی ہے، کون کون سے ملک ہیں، کس ملک میں کون کون مذہب کے لوگ رہتے ہیں، کس کس کی حکومت ہے، کس ملک میں کون کون پیداوار جوتے ہیں، اسی کا نام تو علم جغرافیہ ہے، غرض کہ کتب خانہ میں ہر علم کی

کتا ہیں ہوں، جو مفید ہیں۔
 (۴) ابتدائی تعلیم تو ہر مسلمان مرد و عورت کو دی جائے
 اس کے بعد اعلیٰ تعلیم عربی، انگریزی، فارسی، اور دوسرے
 زبانوں میں حاصل کی جائے، اعلیٰ تعلیم ہر شخص حاصل نہیں
 کر سکتا، یہ استطاعت، رجحان، ذوق، و شوق پر موقوف
 ہے، قوم کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر شخص اعلیٰ تعلیم یافتہ
 ہو، مگر کثرت سے ایسے افراد ہوں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوں،
 صرف زبان عربی و فارسی اور انگریزی جانتا کافی نہیں
 ہے، زبان علم حاصل کر نیکار رہتا ہے، مطلب یہ کہ صرف زبانہائی
 سے کام نہیں چلتا، بلکہ ہم میں بڑے بڑے مفسر محدث، و فقیہ
 مورخ، واکثر، انجینیر اور سائنس دان پیدا ہوں،
 (۵) ذات پات کا خیال مٹا دیجئے، بد قسمتی سے مسلمانوں
 میں بھی ایسے افراد ہیں، جو اپنے کو اعلیٰ دارفہ سمجھتے ہیں، اپنی بعض
 پید صاحب، یا شیخ جی، یا خان صاحب، غریب و دنیا کجہ وغیرہ کو
 تعلیم دینا پسند نہیں کرتے، یہ ہماری نہایت خطرناک دایوس کن
 ذہنیت ہے، جو ہندوؤں سے مسلمانوں نے لی ہے، اس
 خیال کو ایک دم دور کر دینا چاہئے، جب تک یہ ذہنیت دور نہ ہوگی
 مسلمان یہ حیثیت قوم جاہل رہیں گے ہندو تو جن کے مذہب میں
 لالچت ہے، و سادھ چمار کو تعلیم دیں اور اسلام میں تخیل

علم ہر مرد و عورت پر بغیر امتیاز رنگ و نسل فرض ہے، اور مسلمان
 ہی کی یہ ذہنیت فوراً ان نا پاک خیالوں کو دور دفع کیجئے، دوسرا وہ
 چار آپ پر حکومت کریں گے، اس سے تو یہ بہتر ہے کہ کچرہ
 دہنیا آپ پر حکومت کرے، اور حکومت کیا، اگر آپ کو اعلیٰ
 خاندان کے ممبر ہونے کا فخر ہے، تو ان سے زیادہ بڑھ چڑھ
 کر تعلیم حاصل کیجئے، مگر خدا رکھی مسلمانوں کو جاہل نہ رکھتے،
 ۴، تعلیم و دولت کے لئے امت حاصل کیجئے، علم اگرچہ ذریعہ
 معاش ہو سکتا ہے اور اس ذریعہ سے کچھ مہنتیاں دنیا حاصل کرتی
 ہیں، مگر تعلیم کا مقصد دولت حاصل کرنا نہیں ہے، بلکہ انسان
 بننا ہے، یہ میں اس لئے کہتا ہوں، چونکہ مسلمانوں میں یہ عیب
 پیدا ہو گیا ہے کہ لوگوں کو تعلیم دینے سے یہ کہہ کر سمیت توڑتے
 ہیں کہ فلاں شخص نے انٹرنس پاس کیا، فلاں شخص بی، اے
 پاس ہیں، مگر کوڑی نہیں کما تے، فلاں شخص عالم فاضل بن کر
 گھر پر مولوی بنے بیٹھے ہیں، مگر ایک پیسہ نہیں کما تے، ایسی تعلیم
 حاصل کرنے سے کیا فائدہ، یہ سب جہالت کی باتیں ہیں، تعلیم
 سے ہم مہذب باخبر انسان بنتے ہیں، اور یہی انفرادی و قومی زندگی
 کی دلیل ہے، تعلیم کا مقصد نوکری کرنا نہیں ہے، ہاں یہ یاد
 رکھئے کہ بغیر تعلیم کے انسان ملازمت، تجارت، صنعت و حرفت
 زراعت میں نہ کام جوتا ہے، آپ علم حاصل کیجئے، انسان بننے سب

کچھ حاصل ہوگا، مگر علم کو فوری دنیاوی فائدہ کیلئے مت حاصل کیئے، اس میں مایوسی ہوتی ہے،

۷، بہت سے ایسے مسلمان ہیں، جو بوجہ غربت اپنے بچوں کی تعلیم نہیں کر سکتے، مگر باوجود غربت پان وغیرہ کے عادی ہیں، اگر یہ اپنے اخراجات کم کر دیں پان وغیرہ چھوڑ دیں، تو اسی روپیہ سے بچوں کی تعلیم ہو سکتی ہے، یہ طریقہ اختیار کیا جائے تو حیرت بہت دور ہو جائے گی،

مسلمانوں کی مفلسی

مسلمانوں کی تعداد و تعلیمی حالت آپ معلوم کر چکے ہیں آئے مسلمانوں کا مقابلہ ہندوؤں سے مالی حالت میں کیجئے اور یہاں بھی خون کے آنسوؤں روئے، جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے، اس وقت عرب کی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی، یہودی، ساہوکار اور ہمرایہ دہر غریبوں کو پیتے تھے، یہ یہودی سخت سود پر غریبوں کو قرض دیتے تھے، قرض ادا نہیں ہو سکتا تھا، یہودی ساہوکار جائدہ پربندہ کر لیتے اور بعض اوقات بوجہ عدم ادائیگی قرض عورتوں پر بھی قبضہ کر لیتے، اور آخر میں قرض دار غلام بنائے جاتے تھے

آغاز اسلام میں جنہوں نے اسلام قبول کیا، ان میں اکثر
 غریب ہی ہوتے تھے، یہودی ساہوکاران غریب مسلمانوں کو
 بہت ستاتے، لگے میں رسا باندھ کر سخت بیرحمی سے پھرنے لگی
 زمین پر کھینٹے ان کی جائداد پر قبضہ کر لیتے، خدا کا نام لینے سے
 ان کو روکتے، یہودی ساہوکار، محض مسلمانوں کی مفلسی کے وجہ
 ان کو ستاتے، کیونکہ وہ مجبور تھے عام طور پر اس زمانے میں
 مسلمانوں پر مفلسی چھائی تھی، لیکن باوجود اس مفلسی کے خدا و
 رسول کی اطاعت انہوں نے نہیں چھوڑی، اللہ نے ان کو بشارت
 دی کہ اللہ کے طرف سے بڑا ہی فضل ہونے والا ہے، احاطہ
 طائی کا فرزند عہدی حضور سرور عالم کی خدمت میں حاضر تھا،
 حضور سرور عالم نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا عہدی خدا ید تم اس لئے
 اسلام قبول نہیں کرتے کہ ہم لوگ غریب ہیں، بخدا انہی غریبوں
 کو اس قدر مال ملے گا، کہ کوئی شخص مال لینے والا باقی نہیں رہے گا
 دنیا جانتی ہے کہ روم و ایران کے خزانے اونٹوں پر لد کر مدینہ
 پہنچے، اور یہودی ساہوکار مدینہ سے نکالی دیئے گئے،
 ہندوستان میں مسلمان جب تک اسلام کی تعلیم پر چلتے
 رہے، مفلس نہیں تھے، اب جبکہ اسلام سے دوری ہو گئی ہے
 ہندوستان میں مسلمان ہندو ساہوکاروں کے غلام ہیں،
 جس طرح قہور اسلام کے وقت لوگ یہودی ساہوکار کو غلام بناتے

ہندوؤں کے پاس مسلمانوں سے ہزار گنا زیادہ دولت ہے
 مقابله قتل ہے، ہندوؤں میں دولت ہے مسلمانوں میں
 مفلسی ہے، مسلمانوں کی پچاس فی صدی سے زیادہ زمینیں ہندوؤں
 کے قبضے میں جا چکی ہیں، اکثر زمینیں ان کی زمین ہو چکی ہیں، کبھی
 بیوی کا زیور نذر مہاجن ہے، کبھی مکان قرق ہوتا ہے، کبھی
 مویشی کیتے ہیں، کبھی گھر نیلام ہوتا ہے، غرض کہ ہر جہاں ہندوؤں کا قبضہ ہو رہا ہے، اور مسلمان بھیک مانگتے پھرتے ہیں،
 اور مسلمانوں کے سوا جتنی قومیں ہیں سب مالدار ہیں، مولانا حالی نے
 بہت درست کہا ہے

یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں
 ہزاروں میں خوش ہیں تو دو بے نوا ہیں
 یہاں لاکھ میں دو گرا غنی ہیں
 سو سو نیم تہل ہیں باقی گدا ہیں

ڈرا کام غیرت کو فرمائیں گھر ہم
 تو سمجھیں کہ ہیں بقتل کس قدر ہم
 اسی مفلسی کا یہ نتیجہ ہے کہ مسلمان جگہ بہ جگہ مرتد ہوتے ہیں،
 آپ کو معلوم ہے کہ اسلام کی حقانیت میں شک لا کر
 آج کوئی مرتد نہیں ہوا ہے، محض پیٹ بھرے کے
 لئے۔

مسلمان مرتد ہوتے ہیں

مسلمان اپنی مفلسی کے وجہ اپنی عزت بیچتے ہیں، اپنا
 دوٹ بیچتے ہیں، انصمیر بیچتے ہیں، اگر بیچ پوچھئے تو مسلمانوں کی پس
 کی بڑی وجہ ان کی مفلسی ہے، مسلمانوں میں ایک بہت بڑی غلط
 فہمی دولت کے متعلق پیدا ہو گئی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اگلے مسلمان
 کے پاس دولت نہیں تھی، یہ صحیح ہے، مگر وہ مفلس نہیں تھے،
 آغاز اسلام میں البتہ مسلمانوں کے پاس دولت نہ تھی، جب تو
 یہودی ستائے تھے، مگر بعد کو مالی حالت مسلمانوں کی ایسی تھی کہ
 کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں تھا، لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم
 نے یہ فرمایا ہے کہ الفقیر فخری، یعنی فقیری سے ہم کو فخر ہے
 مگر ان کو یہ نہیں معلوم کہ اول تو سرور عالم نے از رہ ایشا فقر کو
 قبول کر رکھا تھا، یہ فقیری اختیار ہی تھی، ثانیاً کیا بے خبروں کو یہ
 نہیں معلوم کہ سرور عالم دعائیں مفلسی کو پڑھا کرتے تھے، اور حضور
 نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مفلس کا منہ دونوں جہاں میں کالا ہے
 الفقراء سواد الوجہ فی الدارین، کیوں نہیں، اگر پیسہ آپ کے
 پاس ہے تو دین دنیا دونوں حاصل کر سکتے ہیں، مفلس آدمی حج
 زکوٰۃ، قربانی، صدقہ فطر، والدین کے حقوق، یتیموں کی پرورش
 مسکینوں کی خدمت، یہودی کی مدد اور یتیم سے ثواب کے

کاموں سے محروم رہتا ہے، دولت مند ہی مسجدیں بناتے ہیں
 مدرسہ قائم کرتے ہیں، رفاہ عام کے لئے کام کرتے ہیں، قومی
 کاموں میں چندہ دیتے ہیں، دنیا میں بھی خوش رہتے ہیں، یہ
 نہیں کہتا کہ دولت مند بہت خوش نصیب ہیں، اور فقر فاقہ میں
 مبتلا انسان بڑے بے نصیب ہیں، بہت کم ورثتی انتہا درجہ
 بد نصیبی کی زندگی بسر کرتے ہیں، اور بہت سے فقیر کو مسرت و مساند
 کی زندگی حاصل ہے، دولت مسرت کے لئے کوئی لازمی شرط
 نہیں، صرف دولت سے مسرت نہیں ہوتی ہے، دولت سے
 مسرت اس کو ہوگی جو جمع کرنا جانتا ہے، نہ خرچ کرنا بھی جانتا
 ہے، اگر آپ غور کر کے دیجئے تو مسلمانوں کے جسم گمراہ ہو رہے
 ہیں، یہ کیوں؟ اس لئے کہ مقوی غذا نہیں ملتی ہے، مسلمانوں
 کا اخلاق الگ بگڑ رہا ہے، مسلمان اپنے ہندو آقا کو غرض کرنے
 کے لئے مسلمان کے خلاف اور وہ بھی مذہبی معاملات میں جھوٹی گواہی
 دیتے ہیں، گواہی تو ہمیشہ سچ ہی دینی چاہئے، خواہ مسلمان کے
 خلاف ہو، خواہ کافر کے، مگر یہ کیا طرفہ ہے کہ مسلمان چند پیسے
 کے لئے مسلمان کے خلاف جھوٹ بولتا ہے، اگرچہ مسجد قبرستان
 و وقف ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو، آہ محض مفلسی کے باعث چند پیسے
 کے لئے ایسا کرتا ہے، مفلسی سے تنگ آکر چوری کرتے ہیں،
 حرام کھاتے ہیں، کیا کچھ نہ کرتے ہیں، بات صاف ہے، مفلس

آدمی کے لئے دین پر قائم رہنا بہت مشکل ہے، تب تو حضور
 سرور عالم نے فرمایا ہے کہ مجلس کا منہ دونوں جہانین کا لاپے
 دولت کے ذریعہ حکومت حاصل ہوتی ہے، کیا آپ نہیں جانتے
 کہ اسی ملک ہندوستان میں غلام قطب الدین ولی کا بادشاہ
 بن بیٹھا، مشرق و قوم نے کچھ دنوں برہمنوں پر حکومت کی، مصر کے
 چند غلاموں نے خاندان عباسیہ سے مصر کی حکومت چھین لی،
 سب روپیہ کا کرشمہ تھا، اس دور میں سارا تماشہ روپیہ کا ہے
 مختصر یہ ہے کہ دولت نعمت ہے، مفلسی قہر الہی ہے، جو قوم اللہ
 کے غضب کی مستحق ہوتی ہے، اس پر سب سے بڑا عذاب، بر
 نازل ہوتا ہے، وہ افلاس کا عذاب ہے، نبی اسرائیل پر جب
 خدا کا غضب ہوا تو یہی افلاس کا عذاب نازل ہوا۔

اس وقت مسلمانوں کے عیش آرام کا سوال نہیں ہے
 بلکہ سوال ہے زندگی کا سوال ہے تحفظ دین و ایمان کا، دنیا
 میں مسلمان ذلیل و خوار اور رسوا ہیں، ان کو دنیا کی مجلس میں
 سب کے برابر بیٹھنے کی اجازت نہیں، اور اگر اجازت بھی ملے تو
 خود بیٹھے ہوئے شرم آئے گی، اس مفلس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ
 گرجو بیٹ کو چین ہے، نہ عالم کو راحت ہے، نہ تاجر خوش ہیں،
 نہ ملازم، نہ زمیندار کی حالت درست ہے، نہ کاشتکار کی،
 انتہا یہ ہے کہ اب مساجد کی حفاظت میں فرق آگیا ہے،

برادران ملت، آپ نے کبھی غور کیا ہے، کہ مسلمانوں کے مفلسی کے کیا وجوہ ہیں، اگر آپ غور کریں تو اس کے مقدر وجوہ ملیں گے،

مفلسی کے وجوہ !

پہلی وجہ فضول خرچی ہے، آمدنی سے زیادہ خرچ مسلمانوں کی عادت ہو گئی ہے، فضول خرچی ان کا شیوہ ہے اسلام میں فضول خرچ کو شیطان کا بھائی کہا گیا ہے، آپ میرا مطلب غلط نہ سمجھیں، اسلام کا خاص شعار فیاضی، مہمان نوازی اور غربا پر درمی ہے، اگر آپ فضول خرچی نہ کریں اور کفایت شعار سے کام لیں تو آپ کو فیاضی کا زیادہ موقع ملے گا، فضول خرچی کے راتے مسلمانوں نے ایک نہیں سینکڑوں پیدا کر دیے ہیں، شادی بیاہ، غمی کے رسموں میں لاکھوں روپے مسلمان فضول خرچ کرتے ہیں، اس کے علاوہ اور کتنے موقع پر مسلمان بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں، کہاں تک تذکرہ کیا جائے، ایک شب برات کو لیچہ، سنی، شہید، مقلد، غیر مقلد سب متفقہ طور پر شب برات کی آتش بازی کو خلاف شرع بتاتے ہیں، میں نے سنا ہے کہ بعض حضرات ایسے شوقین سراج دار ہیں

ہوتے ہیں کہ داماد کے واسطے آتش بازی بھیجتے ہیں ، اور
 بعض بوڑھے ایسے مٹھے ہیں کہ خود آتش بازی نہیں چھوڑ سکتے
 لیکن دوسرا کوئی چھوڑے گا ، تو خوب جی لگا کر دیکھیں گے ، اور
 اس طرح آتش بازی چھوڑنے والوں کی محبت افزائی کرتے
 ہیں ، اور بعض بیوقوف ایسے ہیں کہ خود آتش بازی نہ چھوڑیں گے
 و تا شاد دیکھیں گے ، بلکہ دل سے برا بھی سمجھتے ہیں ، مگر بچوں
 کے ضد کرنے اور رونے پر منگا دیتے ہیں ، آپ کو خبر ہے
 یا نہیں کہ جرمنی اور جاپان سے ہر سال تقریباً دو کروڑ روپے کی
 آتش بازی آتی ہے ، اور یہ سب مسلمان ہی شب برات میں
 خرید کر چھوڑتے ہیں ، وہ کروڑ روپے اس طرح مسلمانوں کا
 جرمنی اور جاپان جاتا ہے ، قریب ایک کروڑ روپہ کی ایسی
 آتش بازی مسلمان شب برات میں خریدتے ہیں ، غرض کہ تین
 کروڑ روپہ سال میں اور وہ بھی ایک رات صرف آتش بازی
 میں یہ مفاسد قوم بھونک دیتی ہے ، اب آپ ہی فرمائیے ، کہ
 مسلمانوں کی اقتصادی حالت بد سے بدتر کیوں نہ ہوگی ، اب
 ایک نئی بات یہ ہے کہ بعض سمجھتے مسلمان دیوالی کے موقع
 پر بھی آتش بازی چھوڑتے ہیں ، لا محول ولا قوتہ اے اللہ
 آتش بازی میں جو مالی نقصان ہے ، اس کے علاوہ جانی
 نقصان بھی ہے ، ہر سال شب برات کے موقع پر کچھ جانیں

بھی آتش بازی میں ضائع ہو جاتی ہیں، اور ہاتھ منہ چل جاتا
 تو معمولی بات ہے، یہ کیا غضب ہے کہ ہر سال علماء و علمین
 لیڈر و مصلح، اخبار و رسائل چیخ پکار چلاتے ہیں، مگر کوئی اثر
 نہیں ہوتا، کیا یہ افسوسناک ذہنیت نہیں ہے، کیا جو قوم
 اپنی محنت کی کمانیوں کو نذر آتش کرے، وہ زندہ رہے گی
 لائق ہے، ختم، عقیقہ، دسواں، بیسواں، چہلم ہر موقع پر
 مسلمان نام آدمی کے لئے فضول خرچ کرتے ہیں، سوسائٹی
 کی ایسی حالت بگڑی ہوئی ہے کہ بے اوقات مجبور ہو کر لوگ
 اپنی حیثیت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں، مثلاً شادی کے موقع
 پر اس کا خوف لگا رہتا ہے کہ اگر اولوالعزمی سے خرچ نہ کیا گیا تو
 سہم بن بگڑ کر ساری زندگی بھوکا لزام دیتی رہے گی، کہ خدا جانے
 کس کنجوس گھروا ہے کی ہے، دلہا باپ کے اینٹے جانے گا الگ
 خوف ہے، اس لئے شہروانی کا کپڑہ نہایت اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہئے
 اور سلاخی میں فراشکن پرگتی ہے، تو اس کا غصہ بیوی پر ہے
 یہ تو ہماری سوسائٹی کی حالت ہے، تکلفات زندگی کو ہم نے
 بہت بڑھا رکھا ہے، حد سے زیادہ پان کا استعمال مسلمان ہی
 کرتے ہیں، حقہ، چائے، برف، ان سب کا استعمال کثرت سے
 مسلمان ہی ہیں، کھانے کو ہویا نہ ہو، مگر پان ضرور چاہئے،
 کروڑوں روپیہ مسلمان اس طرح محسوس دیتے ہیں، اعتدال

سے اگر استعمال کیا جائے تو شکایت نہیں، لیکن یہاں تو یہ
عالم ہے کہ جس مسلمان کو دیکھے، بیب میں پان بنائے رکھے
جہزے ہیں، اور اس میں کم سے کم دس گھوڑیاں ہیں، کثرت
سے جو پان کھاتے ہیں، ان کا پان میں اوسط خرچ پانچ روپیہ
ہے، تین روپیہ کی ماہانہ آمدنی ہے، اور پانچ روپیہ پان میں
خرچ ہے، آپ ہی فرمائے کہ یہ بچے کو تعلیم کیونکر دے سکتے
ہیں، یہ قرض کیوں نہ لینگے، امیروں کو چھوڑتے، امیر تو
مسلمانوں میں تہوڑے ہی ہیں، زیادہ تو غریب ہی ہیں، آپ
ہی فرمائیے کہ غربت میں جو قوم صرف پان میں اتنا انفعول خرچ
کرسے، وہ کیوں برباد نہ ہوگی، اور کینہی اوتکاف انفعول کرینگے
بھائی، میں نے تو مثلاً لاچند باتوں کا تذکرہ کر دیا، ورنہ اگر انفعول
خرچ کا تذکرہ کیا جائے تو اس کے لئے وقت چاہئے، مہمزدوں
میں مشغول قریبیائیں نہیں ہے،

دوسری وجہ مسلمانوں کی مجلس کی یہ ہے کہ یہ ہمیشہ قرض
لیتے ہیں، اور حیشہ سود دیتے ہیں، اور قرض ضرورت کے لئے
نہیں، بلکہ دنیا کی دولت العزیمی دکھانے کے لئے لیتے ہیں، اسی
قرض سود ہی کے ذریعہ مسلمانوں کی جائداد میں جہاز ہو رہی ہیں
اسے صاحبان تریہ و قلوب، اسے سود دیتے دیتے مسلمانوں
کی جانت پرست سود کے مستحق تھے زیادہ وضاحت سے کہے

دوسرے مضمون کے تحت لکھوں گا، یہاں صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ مسلمان سودی قرض لینا بند کر دیں، تو بہت بڑا وجہ ان کی مفلسی کی وجہ ہو جائے گی۔

تیسری وجہ مسلمانوں کی مفلسی کی مقدمہ بازیوں میں مضرت بازی تو ہندو بھی کرتے ہیں، مگر چونکہ ان کے پاس دولت ہے، اس واسطے ان پر زیادہ اثر نہیں ہوتا، اور مسلمانانِ اتر مفلس ہی ہیں، مقدمہ بازی سے ان کے افلاس میں اضافہ ہوتا ہے، مقدمہ بازی سے مسلمانوں کے ہزار ہا خاندان تباہ و برباد ہو گئے ہیں، اور ہورہے ہیں، معاملات کو صلح سے طے کر لینا مسلمانوں کو آتا ہی نہیں، افسوس ہے کہ ہستی میں دو ایک مفتری ایسے ہوتے ہیں، جو اپنا کام بنانے کے لئے جھگڑے کو طے نہیں ہوتے دیتے، بلکہ بسا اوقات جھگڑا پیدا کر دیتے ہیں، مسلمانوں کو ایسے دوست ناصرخون سے مشورہ نہ لینا بہتر ہے تاکہ وہ ان کو لڑا کر تباہ و برباد نہ کریں،

چوتھی وجہ افلاس کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں آپس کی ہمدردی بہت کم ہو گئی ہے، اور اس لئے دوسری قوم کے افراد ان کو مالی نقصان پہنچاتے ہیں، مثلاً ہندوؤں کے ہستی میں اگر وہ چار مسلمان ہیں اور یہ مسلمان ان کے خواہش کے مطابق زندگی نہیں بسر کرتے ہیں، تو ان کو ہستی سے دبا یا جاتا ہے۔

اور دبا نیکی کا موثر طریقہ مالی نقصان پہنچانا ہے
 پانچویں وجہ افلاس کی مسلمانوں کی جہالت ہے مسلمان
 عالم معیشت سے بالکل ناواقف ہیں، دولت کمانے کا طریقہ یہ
 جانتے ہی نہیں، اہل یورپ نے اس فن میں کمال پیدا کیا
 ہے، ہندو بھی ترقی کر رہے ہیں، ہندوؤں کے کارخانے
 جا بجا اعلیٰ پیمانہ پر بڑے بڑے سرمایے جاری کئے جا رہے
 ہیں، یہ دیاسلمانی، کانچ کا اسباب، چینی کا اسباب، کاغذ
 نیچے، چاقو، ادویات مرکب، گرم کپڑا، لٹیمی کپڑا، شکر، چلتے
 انواع اقسام کی چیزیں تیار کر رہے ہیں، مگر مسلمان اس میں
 بہت کم حصہ لے رہے ہیں، غرض کہ ہندو معیشت کی ترقی دیکھنے
 کے وہ نہیں لیگے ہیں، مگر مسلمان غافل ہیں، مصمت و حرفت میں
 ہی مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں۔

چھٹی وجہ افلاس کی یہ ہے کہ مسلمان تجارت بہت کم کرتے
 ہیں، اور یہ بہت بڑی وجہ مفاسد کی ہے، مسلمانوں میں تجارت
 کا یہ حال ہے کہ بعض اس کو معیوب سمجھتے ہیں، حالانکہ سچ پوچھتے
 تو تجارت جزد باد شاہی ہے، جو قوم تجارت میں پیش ہوگی، حکومت
 کرے گی، تجارت ایسا معزز پیشہ ہے کہ یہ قوم ہی پوری طرح ہے
 مگر اس سے غافل ہو کر کچھ ٹیکسی ہیں، اور عالم بھی ہندو امر اپنی

دولت کے غرور میں نہیں ہیں، تجارت کو ذلت کے نگاہ سے
 نہیں دیکھتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنی دولت کو بڑھاتے
 ہیں، اور اپنی قوم کے افراد کو فائدہ پہنچاتے ہیں، تعلیم یافتہ
 ہندو تجارت اور دکانداری کے پیشہ کو ذلیل نہیں سمجھتے، روپیہ
 تجارت کی روح ہے، اور دماغ سے تجارت میں فلاح دوسرے
 ہوتی ہے، ہندو دولت مند تجارت کی روح ہیں، اور ہندو
 تعلیم یافتہ تجارت کا دماغ ہیں، لیکن مسلمان دولت مند اور تعلیم
 یافتہ دونوں ہی تجارت کرنا معیوب سمجھتے ہیں، آپ ہی فیصلہ
 کریں کہ ہندو زندہ رہیں گے، یا مسلمان، غافل مسلمان، حضور
 ﷺ تجارت کرتے تھے، خدیجہ الکبریٰ کا
 مال لے کر حضور شام کی طرف گئے، اور وہاں تجارت کیا، کافی
 منافع حاصل کیا، اصحاب کبار میں اکثر تاجر پیشہ تھے، امام ابوحنیفہ
 رحمۃ اللہ علیہ تجارت کرتے تھے، امام صاحب کار حجاز تجارت
 کی طرف شروع ہی سے تھا، آپ کپڑے کے تاجر تھے، آپ کی
 صدردکان کو فتنے میں تھی، ایک دن کسی نے امام صاحب سے
 سوال کیا کہ آپ تجارت کو کیوں پسند کرتے ہیں، تو آپ نے جواب دیا کہ
 تجارت مسلمانوں کا مقدس پیشہ تو کم جاؤ کہ صحابہ کرام مسلمانوں میں افضل تھیں ان کا
 خاص پیشہ تجارت تھا، انہوں نے بھی تجارت پسند کرتا ہوں۔ آج یہ حالت ہے کہ جب مسلمان
 تعلیم یافتہ ہی انگریزی دانا ہوں یا عربی دانا تجارت کو مینو سمجھیں غوام کا کیا کہنا ہے ہمارا

اور ہر ضلع کا جائزہ لیجئے اور فرمائے کہ اسکول و مدرسہ
 سے نکل کر کتنے حضرات تاجر ہیں، شاؤد نار آپ
 کو ملیں گے، یہ پیشہ مسلمانوں کو مذہباً و رات میں ملا ہے،
 آپ ہی انصاف سے کہیں کہ جس کام کو حضور سرور عالم
 کر کے تھے، اس کو آپ معیوب سمجھیں، اور غیر مسلم معزز
 جائیں، تو زندہ کون رہے گا، مسلم یا ہندو تجارت کرنے
 والی قوم حکمران ہے، انگریزوں نے حکومت تجارت کے
 ذریعہ کی، ہندو بھی تجارت کے ذریعہ حکومت لینا چاہتے ہیں
 ہر تجارت پر ہندو کا قبضہ ہے، یہ چھوٹی بڑی سب تجارت
 کرتے ہیں، کپڑے کی تجارت یہ کریں، غلہ کی تجارت ان کے
 ہاتھ پر چن کی تجارت پر ان کا قبضہ، چنا ہندو بیچے، سگریٹ
 پان و پاسلانی ہندو بیچے لڑکوں کے لئے مٹھائی گلیوں
 میں ہندو بیچے، مسلمان صرف تنباکو دھوئے کی تجارت کرتے
 ہیں، مگر اس تجارت کو بھی ہندو اختیار کر رہے ہیں، خالصاً
 شیخ جی، سید صاحب، شاہ صاحب، قریب مانگتے پھرتے
 ہیں پھٹا کپڑہ پہننے ہوئے ہیں، خاقہ برفاقہ ہے، مگر یہ کہے
 اے میاں کم سے کم پان ہی بیچو، لالین کی بی بی بیچو، تو گرجا
 کو عزت پہلی جائے گی، حالانکہ مفلس و محتاج کو کوئی عزت
 حاصل ہی نہیں، عزت خاک میں بجا آئیگی، ملازمت کی طرح

کاروبار شخصی خود تک محدود نہیں رہتا، بلکہ کاروباری آدمی اپنے علاوہ بہت سے افراد کی مصروفیت کا ذریعہ بن جاتا ہے، آج بھی مسلمانوں میں تجارت و کاروبار کا عام مذاق پیدا ہو جائے، تو مسلمان زلت و افلاس، آوارگی، و پریشانی سے نجات حاصل کر لینگے،

ساتویں وجہ افلاس کی یہ ہے کہ مسلمانوں میں تقصد توکل اور قناعت کا غلط مفہوم پیدا ہو گیا ہے، جو مسلمان محنت و جانفشانی سے بھاگنا چاہتے ہیں، وہ تقدیر کے پرچے میں خود گمراہ ہوتے ہیں، اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں، اسلامی زندگی بیکاری و کاہلی کے مخالفت ہے، کاچھروں نے کاہلی و بیکاری کا نام قناعت و توکل رکھ دیا ہے، حضور سرور عالمؐ نے صاف فرمادیا ہے کہ ۱۔ لَکَا سَبَّ حَسْبُكَ اللّٰهُ یعنی کب ہنر کی روزی پیدا کر نیوالا خدا کا دوست ہے اور دوسری جگہ یوں فرمایا ہے کہ عبادت کے تر حصے ہیں، انہیں سب سر بڑھ کر حلال روزی کا تلاش کرنا ہے،

اٹھویں وجہ افلاس کی گداگری ہے، ظاہر ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گداگری افلاس کا نتیجہ ہے، کیونکہ جب لوگ مفلس ہوتے ہیں تو بھیگ بانگتے ہیں، مگر ان دنوں ہندوستان میں ایسا نہیں ہے، مفلس کم زیادہ تر مستطیع

اور صحیح و توازن لوگ بھیک لگ کر دولت جمع کرتے ہیں، اس طرح دوسروں کی محنت کی کماٹی کا پیہ ایک بیکار جماعت کے ہاتھ میں جاتا ہے، اگر یہ بیکار جماعت کام کر کے دولت جمع کرے، تو قوم کی دولت میں اضافہ ہو، یہی وجہ ہے کہ گداگری مفلسی کی علت ہے، اسلام نے گداگری کو ممنوع قرار دیا ہے، ممنوع ہی نہیں، بلکہ مخذیر و ترہیب سے کام لیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان اپنے دوسرے ہم جنسوں میں ہمیشہ سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن وہ ایسی صورت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا، اس حدیث کی تفسیر یوں فرمائی گئی ہے، کہ قیامت میں وہ بے وقعت اور بے عزت رہیگا، غرض کہ گداگری میں دین و دنیا دونوں میں تحقیر و ذلت ہے، جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو، اس کے لئے سوال کرنا جائز نہیں، جب اسلام کا یہ فرمان ہے، تو آج گداگروں کی بڑی تعداد ہیں کیوں نظر آتی ہے، زیادہ تر تندرست نوجوان ہی گداگر ہیں، یہ پیسہ مانگ کر لے جاتے ہیں، اور تاڑی و شرب پیتے ہیں، اس کی ضرورت ہے کہ صحیح و توازن گداگروں کی ہمت افزائی نہ کی جائے، ایک مرتبہ کوئی انصاری مفلس حضور سرور عالم کے پاس کچھ مانگتے ہوئے پہنچے، حضور نے پوچھا

کہ تمہارے اثاثات البیت کی کیا مقدار ہے، ۹، انہوں نے
 ایک ٹاٹ کا ٹکڑا اور کاٹھ کا پیالہ حاضر کیا، حضور نے اسے
 غلام کر کے دو درہم ان کو دیتے، اور فرمایا کہ ایک سے کچھ
 سامان لکڑی وغیرہ کاٹنے کا فراہم کرو، اور پندرہ دن گزرنے
 کے بعد پھر میرے پاس آؤ، مدت مہینہ گزرنے کے بعد
 انصاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں ہاتھوں
 میں دس درہم لٹے حاضر ہوئے، حضور بہت خوش ہوئے حضور
 فرمایا کہ تمہارا یہ عمل کہیں بہتر ہے، اس سے کہ تم سوال کرتے
 اور اس کے آثار تمہارے چہرے پر نمودار ہو گئے،
 آج بہت بڑی تعداد بیوہ یتیم، مسکین کی موجود
 ہے، جو نان شبینہ کو محتاج ہے، مگر بہت کم ہیں جو انکی مدد کرتے
 ہیں، اپنے محلے کا یتیم بچہ بھوک سے ہلکا رہا ہے، اور کوئی
 سامان اس کا نہیں ہے، کوئی نہیں پوچھتا کہ بچہ تیرا کیا حال ہے
 مگر مٹے تازے گدا گروں کی بھیلی سب بھرتے ہیں، میرا مطلب
 یہ نہیں ہے کہ سائل کے سوال کو رد ہی کر دو، اللہ تعالیٰ پر انسان
 کو تیر دیا ہے، تمہیں اسے کام لیا جائے، تو صحیح و توانا پیشہ و گداؤ کا
 خاتمہ ہو سکتا ہے، مسلمان گداگری ترک کر دیں، تو افلاس کا ایک سبب
 مٹ جائیگا،

مفلسی کا تدارک !

(۱) تجارت کیجئے، اس کے متعلق ایک بہت بڑے اور کامیاب تاجر حاجی سیٹھ عبداللہ بارون صاحب کے چند الفاظ میں درج کرتا ہوں۔ ہمارے ملک میں کئی تحریکیں محض جذبات کی بنا پر شروع کی گئیں، جیتک جذبات میں جوش اور اشتعال رہا، یہ تحریکیں بڑے اچھے پلان پر چلتی رہیں، لیکن جب ذرا سکون پیدا ہوا تو اس کے ساتھ تحریکات میں بھی اس درجہ انسردگی پیدا ہو گئی کہ ان کا عدم اور وجود برابر ہو گیا، میری یہ رائے ہے کہ قوم کی اصلاح و درستی یا تنظیم و ترقیب کی کوئی تحریک جذبات کی بنا پر نہیں چل سکتی، علی الخصوص تجارت کے لئے تو جذبات کو بنیاد بنا تا ہے حد خطرناک ہے، لہذا یہ ضروری ہے کہ اسے جذبات کی بنا پر نہ شروع کیا جائے اور نہ کسی قوم کی دشمنی یا عداوت کو اس کی بنیاد رکھنا جائے ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ تحریک زیادہ دیر پا نہ ہوگی، اور نہ اس سے قوم کو کوئی فائدہ ہوگا، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ تجارت کو ایک مستقل پیشہ سمجھ کر اختیار کریں، اور مضبوطی اور مستحکم عزم کے ساتھ اس کا آغاز کریں،

- (۲) مسلمان کا بیوی و بیکاری ترک کر دیں ،
 (۳) گداگری کا پیشہ ترک کر دیا جائے ،
 (۴) زندگی سادہ اختیار کرنی چاہئے ، لذتِ غذا اور لطفِ کپڑے کا عادی نہ بننا چاہئے ، اچھا کھانا میوانی فعل نہیں ہے ، بلکہ غطرت انسانی کے مطابق ہے ، میری غرض یہ ہر کہ عمدہ کھانا کھا کھر مفلس نہ بننا چاہئے ،
 (۵) حقہ ، چائے ، پان ، وغیرہ اگر ترک نہ کیا جائے ، تو کم سے کم اعتدال کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے ،
 (۶) کوئی مہمان کسی کے مکان پر جائے اور میزبان پان وغیرہ سے خاطر نہ کرے تو اس کی شکایت نہ کرنی چاہئے اور نہ برا سمجھے ، بلکہ تعریف کرے ،
 (۷) اپنے آمدنی خرچ کا حساب رکھنا چاہئے عورتیں جب روز کا روز حساب سن لینی ، تو رفتہ رفتہ خود کفایت شعار ہو جائیں گی ۔
 (۸) عورت اگر کفایت شعار رہو تو مرد کو اس کی رائے کے مطابق چلنا چاہئے ، اور اگر عورت فضول خرچ ہو تو مرد کو کمائی سے زیادہ خرچ کی تنبیہداشت کا خیال چاہئے ،
 (۹) فضول خرچی ایک دم ترک کر دی جائے ، اور کفایت شعار می اختیار کی جائے ، فضول خرچی میں مرد و عورت دونوں

ہی مبتلا ہیں، مگر خوانین مجھے معاف فرمائیں یہ عیب ان
 میں زیادہ ہے، کسی کا نیا کپڑا یا زیور دیکھا، اور ولی میں
 آیا کہ بس اس وضع کا کپڑا یا زیور بٹایا جائے، اگر چہ
 میاں کے پاس ایک پیسہ نہیں ہے، افسوس ہے کہ ہر عورت
 اپنا رتبہ اور درجہ نہیں پہچانتی ہے، آج کل کی حالت یہ ہے
 کہ ایک خاتون کا شوہر سو روپیہ ماہانہ حاصل کرتا ہے، دوسرے
 کا پانچ سو، تیسرے کا ہزار روپیہ، مگر لباس میں ان تینوں
 کے قریب قریب کچھ فرق نہیں ہوتا، سو روپیہ والی پانچ
 سو والی سے مقابلہ کرتی ہے، اور فضول خرچی کرتی ہے
 پانچ سو روپیہ والی ہزار روپیہ والی کا مقابلہ کرتی ہے،
 اور مقروض ہوتی ہے، دلیٰ ہذا القیاس، خدا نے جس کو
 جتنا دیا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرے، اسلئے غریب
 عورتیں اپنے سے زیادہ درجہ والی عورتوں کی ریس ترک
 کر دیں، اور دولت مند عورتوں کو چاہئے کہ اپنے سے کم
 درجہ والی عورتوں پر رحم کر کے اتنا اٹھا کر دیں، کہ ان غریبوں
 کے سامنے مت نی ساریاں اور قیمتی اشیاء کا استعمال نہ
 نہ کریں، تاکہ وہ دیکھ کر لچھائیں نہیں، اور اس طرح فضول
 خرچی سے بچ جائیں،
 واء، شادی بیاہ وغنی کے رسموں میں جو فضول خرچیاں

ہیں، سب بند کر دی جائیں، غلغلہ، عقیقہ کے موقعہ پر سختی
 خرچ ہیں، سب بیکار ہیں، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ
 نام نمود کے لئے لوگ مٹاتے ہیں، اور قرض لیکر خرچ کرتے
 ہیں، یہ سب فضول ہیں،

۱۱، ۱۱ ماں ماں اپنے بچوں کو روپیہ نہ دکھائیں، کیونکہ ماں
 باپ کے پاس روپیہ دیکھ کر بچے فضول خرچ ہوتے ہیں،
 غریبی کی مصیبتیں اٹھا کر جو پردرشن اور تعلیم پاتے ہیں،
 وہی بڑے آدمی ہوتے ہیں، ایسی صورت نہ پیدا کریں کہ
 اولاد کو غرور ہو، کہ ان کے ماں باپ امیر ہیں یہ بڑھ کر اور
 لاکر کیا کرینگے، ایسی ہی نالائق اولاد باپ کے مرثیہ دعا میں
 مانگتی ہیں،

۱۲، اپنی ضرورت کو کم کیجئے، اکثر انسان ضرورت خود
 پیدا کرتا ہے، بعض لوگ بازار میں جا کر ضرورت پیدا کرتے
 ہیں، حالانکہ چاہتے ہیں کہ جب گھر میں ضرورت کی شدت مجبور
 کرے، تب بازار جانا چاہئے، ناقص ضرورت اور ہے، حفا
 و آرائش زندگی کی ضرورت اور ہے،

۱۳، قرض سے پرہیز کیجئے، اور سودی قرض ہرگز نہ لیجئے
 اس میں کوئی شک نہیں کہ بارگاہات قرض ایک ضروری شے
 ہے، بادشاہوں کو بھی اس کی ضرورت ہو جاتی ہے، اگر صرف

اشد ضرورت ہی کی حالت میں قرض لینا چاہئے، شادی بیاہ میں اور غمی کے رسموں میں ہرگز قرض نہ لیا جائے اور سودی قرض سے تو اس طرح بھاگنا چاہئے، جس طرح لوگ شیرے بھاگتے ہیں،

(۱۴) جو شخص قرض میں مبتلا ہے، اور قرض ادا نہیں کر سکتا، اس کے لئے ایک بزرگ قوم نے بارہ طریقے قرض ادا کرنے کے بتائے ہیں جو درج کرتا ہوں،

پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ آمد و خرچ کا روز حساب لگاد اور خوب اطمینان سے سوچو کہ کون کون سے خرچ کو کم کر سکتے ہیں، اور پھر اس کو رفتہ رفتہ ترک کر دو، چند روز کے بعد بچت ہو جائے گی، اس کو اپنے قریب کے ڈاکخانہ میں جمع کرتے جاؤ، اگر سود زیادہ ہے تو اس بچت سے ایک حصہ نکال کر سود میں دو، اور سود کا بوجھ پہلے بالکل اتار دو کہ سود در سود کے عذاب سے بچو، کیونکہ وہ بڑی تباہ کرنے والی بات ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی محنت سے شرم نہ کرو اپنے متعلقہ فرائض ادا کرنے کے بعد آرام کا خیال چھوڑ کر کوئی اور ایسی محنت کر دو، جس سے روپیہ حاصل ہو، اور اس روپیہ کو ڈاک خانہ میں جمع کر دو، اس طرح بہت جلدی ایک قم بر جاوے گی

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ روپے پیسے اپنے جیب میں
ہرگز نہ رکھو، کیونکہ جب جیب میں ہوتا ہے تو ضرورت پیدا
ہوتی ہے، بازار بھی کسی کام کے لئے جاؤ، تو اتنی رقم
پاس رکھو، جو تمہارے پیش نظر کام کے لئے کافی ہو، اس طرح
تم کو بچت ہونے لگے گی، اور تم ایک دن قرض سے بیکار
ہو جاؤ گے،

چوتھا گریہ یہ ہے کہ روپیہ کسی ضرورت سے بچنے تو
بچے ہوئے پیسوں کو فوراً گھر میں رکھ دو، تم اس کو حقیقت
سمجھتے ہو، مگر یہی چند پیسے جبینہ بھر کے بعد رد ہیں
ہو جاتے ہیں،

پانچویں یہ کہ بچوں کو بازار کے سودے کی پھاٹ
نہ لگاؤ، اور ان کو بازاری چیزوں کے لئے ایک پیسہ ہی نہ
دو، اور عورتیں اس مزاج کی ہوں، تو ان کو بھی ایسے
کر دو،

چھٹے یہ کہ جب تک قرضہ کا بار ہو، کسی فقیر کو خیرات
نہ دو، مگر پہلی خیرات یہ ہے کہ تم قرض سے چھٹکارا پاؤ،
ساتویں یہ کہ حتی الوسع دوستوں کو گھر پر آنے کا موقع
نہ دو، اور محرومیت کے زمانہ میں اپنے آپ کو مردہ سمجھو
جو کسی درست سے بات نہیں کرتا،

آٹھویں یہ کہ حقہ پان چار وغیرہ کی عادت ہو، تو ان میں آدھی کمی کر دو، مثلاً چار کی دو پیا لیاں نہ پیتو، دو وقت پینا چھوڑ کر ایک وقت مقرر کر دو، دس پان کھا تو ہو، تو پانچ کھاؤ، چار وقت حقہ پیتے ہو تو دو وقت پیتو، یہ تم کہ بہت خفیف باتیں معلوم ہوں گی، مگر انہی سے ایک مہینہ کے بعد تم کو ایک بڑی قسم بھی ہوتی نظر آئے گی،

نویں یہ کہ مکلف غذا تا اداائے قرضہ کھانی چھوڑ دو، آٹھویں دن اچھی غذا کھاؤ، اور سات دن کم قیمت، اور سادہ غذا، اس سے تم کو اتنی زیادہ بچت ہوگی، کہ تم حیران رہ جاؤ گے،

دسویں کپڑے کا تکلف چھوڑ دو، قرضہ کی بے عزتی کے مقابلہ میں مکلف کپڑے کی خاک بھی عزت نہیں، پہلے اداائے قرضہ کی عزت حاصل کرو،

گیارہویں یہ کہ فضول خرچ آدمیوں سے نہ ملو، اور جو کھاہت شعرا مشہور ہو، ان کے پاس بیٹھو، تم کو ان سے بہت پڑا سنی لیکھا،

بارہویں یہ کہ اپنی بچت کا روز حساب کرو، اس سے تم میں بچانے کا شوق پڑے گا، جس کو جاہل منانے کا پھر کہتے

ہیں، مگر قرضہ اترتے تک یہ پھیر قم کو بہت ہی مفید ہے
 (۱۳) جو لوگ امداد کے ضرورت مند ہوں، ان کو قرض
 مند بلا سود، دیتا چاہئے، ہر محلہ اور بستی میں جہاں روپیہ
 والے ہوں ان پر ذمہ داری ہے کہ ضرورت مندوں کو قرض
 منہ دیں، تاکہ سودی قرض لینے کی ضرورت نہ ہو، قرض
 منہ، حسب وعدہ ضرور ضرور ادا کیا جائے، تاکہ قرض منہ
 آسانی سے لوگ دیں،

(۱۴) بعض لوگ صرحت دعا کرتے ہیں کہ مفلسی دور ہو،
 دعا ضرور کرنی چاہئے، مگر محنت و مشقت سے بھی کام لیا جائے
 تاکہ خدا اس محنت و مشقت کا ثمرہ جلد عنایت کرے، ایک
 بزرگ قوم نے لکھا ہے کہ سودی قرض کھانے والوں کی
 دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اکل حرام ہے، حرام خوری
 سے دل سیاہ ہوتا ہے اس لئے عمل پڑھنے والے اور
 دعا کرنے والے کو چاہئے، کہ دوران عمل میں سودی
 قرض نہ لیں،

(۱۵) ہر بستی میں بیوہ یتیم جو مجبور و محتاج ہیں، اور
 ایسے اشخاص جو محتاج امداد ہیں، ان کی مدد کی جاتے، اللہ
 تعالیٰ اپنی رحمت سے کسی کو مفلس نہیں رکھے گا، اس میں
 بہت بڑا دوا ہے،

مسلمانوں کی جہانی کمزوری

اب آئے، ہندوؤں و مسلمانوں کی جہانی طاقت کا مقابلہ کیجئے، ہندوستان میں مسلمان کمزور ہیں، اور ہندو قوی ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان بہ لحاظ طاقت جہانی کے دنیا میں ہمیشہ متنازع رہے، ہندوستان میں بڑے بڑے نامی پہلوان مسلمان ہی ہوئے ہیں، لیکن اس وقت کیا حالت ہے، طاقت کہاں سے آئے، یہاں تو مفلسی ہے کھانے کو پیسہ ندارد ہے، نہ دودھ میسر ہے، نہ گھی، نہ گوشت مفلسی کے باعث گوشت کھاتے بھی ہیں، تو بڑبڑہا، اور کمزور جانور کا، بہت شک مسلمان قارئین البال رہے، ان میں جہانی طاقت تھی، خواص کا تذکرہ نہیں، دوچار مسلمان آپ کو مضبوط نظر آتے تو اس کا حساب نہیں، اور دوچار ہندو کمزور نظر آتے تو قابل تذکرہ نہیں، عام طور پر مسلمان ہی کمزور و جہود قوی نظر آتے ہیں، ایک تو مفلسی وجہ سے کمزور ہی کی مانند دوسرے جن کو کھانے کو پیسہ بھی ہے وہ بھی کمزور ہیں، کیونکہ دوزخ میں نہیں گرتے، مسلمانوں نے دوزخ ترک کر دیا ہے، ہندو ہر جگہ اٹھاڑے قائم کر رہے ہیں، ہر ہندو کی سستی میں اس کی

انشٹام پر ہندوؤں کو شمشیر زنی، نیزہ بازی، بنا، پٹا، وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے، ہندوؤں کو پتے ہیں، مسلمان شطرنج کھیلتے ہیں، مسلمان کیوں پٹ جاتے ہیں، جہاں کمزوری ہیں ایک وجہ ہے، انگریزوں کی حکومت قائم رہے یا ہندوؤں کا راج ہو، اسلامی سلطت ہو یا جمہوری، جب تک آپ میں خود طاقت نہ آئے گی، کوئی حکومت کیا کر سکتی ہے، حکومت فطرت کے قانون کو نہیں بدل سکتی، وہ قانون یہ ہے کہ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو نگل جاتی ہے، بلی چوہے کو مار ڈالتی ہے، کتے بلی کو دبا دیتے ہیں، ایسی حالت اقوام کی ہے، قوی قوم کمزور قوم کو ہضم کر جاتی ہے، لالہ جی ٹرین میں ایک اتفاقی کو دیکھ کر سہم جاتے ہیں، اور بغیر کہے ہوئے اس کو جگہ دیدیتے ہیں، مگر ایک مسلمان ہندوستان کا اور خاص کر بنگال کا ہو تو اس سے لڑ بیٹھتے ہیں،

نہایت افسوس ہے کہ تعلیم یافتہ مسلمان درزش کرتے ہی نہیں، اگر کچھ جہاں طاقت ہے، تو ان پر مذہب مسلمانوں میں، یہی کمزور اور جاہل قوم کی نشانی ہے حکمران قوم میں تعلیم یافتہ جہاں درزش زیادہ کرتے ہیں، اور تعلیم یافتہ ہی زیادہ قوی ہیں، ایک مذہب کمزوری کی یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کو پاس اگر پیہ ہے، تو لذیذ غذا کا استعمال کیا جاتا ہے جس سے

نفس کی پرورش تو ضرور ہوتی ہے، مگر جسم کی پرورش نہیں
 ہوتی ہے، متوسط درجہ کے اور غریب مسلمان بیکٹ کھا بیٹھے
 مگر اسی دو پیسے کا چنا خرید کر نہ کھائیں گے، حالانکہ آپ
 طبیعوں سے پوچھتے تو وہ یہی کہیں گے کہ بیکٹ میں کوئی
 قوت نہیں، اور چنا تو باوام مہند ہے، ایک وجہ کمزوری کی یہ
 بھی ہے کہ مسلمان بیکٹار رہتے ہیں، جفاکشی و محنت سر بھاگتے
 ہیں، حالانکہ جفاکشی و محنت ہی سے انسان مضبوط ہوتا ہے
 شاید آپ کہیں گے، کہ جسمانی قوت سے کیا ہوتا ہے
 روحانی قوت چاہئے، میں کہتا ہوں کہ روحانی قوت ضرور پیدا
 کی جائے، روحانیت آپ میں آجائے تو خود اس عالم
 استہکا کا عقدہ کھل جائیگا، اور جسمانی طاقت کی حقیقت
 آپ پر کھل جائے گی، صرف اتنا یاد رکھئے کہ یہ زمانہ تو ادنیٰ
 کا کہا جاتا ہے، جو زمانہ روحانیت کا تھا، اس وقت بھی سلف
 صالحین درزش کرتے تھے، نیزہ بازی کی مشافی کرتے تھے
 آپ سے زیادہ جفاکش تھے، تو کیا آپ روحانیت میں
 شرف صاحبین سے بھی آگے قدم آگے بڑھ گئے ہیں،
 جب تک ہم کمزور ہیں، حفاظت خود اختیاری کی صلاحیت ہم میں
 آجی نہیں سکتی، خیروں کا شکوہ مفعول ہے، اگر یہی حالت
 رہی تو مسلمانوں کی آئندہ نسل اور بھی کمزور ہو جائے گی،

اور غیر قومیں ان کو ہڑپ کر جائیں گی، جس قوم میں جہانی کمزوری پھیلتی ہے، تو حکومت و ثروت و اقبال اس قوم پر روگرداں ہوتا ہے۔

قوی کیسے بنے؟

(۱) جسمانی ورزش کیجئے، اس سے بدن مضبوط و قوی دیر پھر تیار ہوتا ہے،

(۲) ہر محملہ و سستی میں اکھاڑ قائم کیجئے،
(۳) جھانکشی اختیار کیجئے، کابلی و سستی دور کیجئے، محنت کے کام سے ہرگز نہ بھاگئے،

(۴) مختلف مزاج نہ بنائے، یعنی چھوٹے چھوٹے کام خود کر لیا کیجئے، مثلاً بازار سے سودا خرید کر خود لائے اسٹیشن سے بیگ وغیرہ خود اٹھا کر لائے، مختلف مزاج سے جسم کمزور ہو جاتا ہے،

(۵) نشئی اشیاء کا استعمال بالکل ترک کر دیا جائے، نشئی اشیاء کے عادی کمزور ہوتے ہیں، اگر کسی کو اس سے قوت ہو تو وہ محض عارضی ہے، عیاشی نشے کا لازم نتیجہ ہے،

(۶) غذا سادہ کیجئے، مزے کا اتنا خیال نہ کیجئے، جتنا

غذا بیت کا بعض آدمی اس قدر مزے پر جان دیتے ہیں،
 کہ معاذ اللہ شلال مرج اس قدر کھائیں گے، کہ تاک سے
 پانی بہا رہا ہے، آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے ہیں، سی سی
 کمرے جاتے ہیں، اور کھاتے جاتے ہیں، حالانکہ حکیم ڈاکٹر
 سے پوچھتے، تو معلوم ہو گا کہ اس قدر لال مرج کا استعمال
 غرض ہے، غرض کہ غذا میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے،
 تاکہ جسم قوی ہو،

(۷) پان وغیرہ کا استعمال بہت کم کیجئے، ان چیزوں کا مادی
 ان قوی نہیں ہوتا،

(۸) پابندی اوقات یعنی معقول تقسیم اوقات صحت کے
 لئے بہت ضروری ہے، ہر کام کے لئے وقت اور ہر وقت کے
 لئے کام ہوتا ہے، سونا جاگنا، کھانا، پینا، سب کے لئے
 وقت مقرر کیجئے، اس سے تندرستی اچھی رہتی ہے، دنیا کی
 مستہن اور قوی قوموں کو پابندی اوقات کا غایت درجہ خیال ہو
 دیگر قواعد کے علاوہ پابندی اوقات کا صحت پر بہت اچھا
 اثر ہوتا ہے،

(۹) جسم کو مضبوط کرنے کے اور جو بہتر طریقے ہوں
 اختیار کیجئے،

مسلمانوں کی اخلاقی لپٹی !

آپ نے ہندوؤں کے مقابلہ میں، مسلمانوں کی تعداد، جہالت، مفلسی، وجہاتی کمزوری کا حال معلوم کر لیا اب آئیے مسلمانوں کے اخلاق و عادات کا مقابلہ غیر قوموں سے کیجئے، اور فرمائے کہ تاش بازی، شطرنج بازی، مرغ بازی، تیر بازی، کنگو بازی، آتش بازی، گول، منجھڑ، چوسر وغیرہ میں زیادہ تر ہندو مبتلا ہیں، یا مسلمان، اس قسم کی جتنی بازیاں ہیں، اسلام میں سب ممنوع ہیں، مگر مسلمان ان میں زیادہ پسینے ہوئے ہیں، اور ہندو کم، جس قوم کے افراد کا وقت ان بازیوں میں صرف ہو، اس کا مقابلہ ہندوؤں یا عیسائیوں سے کیا کیا جائے،

نشہ اسلام نے حرام کر دیا ہے، ردحائیت اس سے قنا ہوتی ہے، اطباء اور ڈاکٹر اس کو مفسرحت کہتے ہیں، امریکہ ایسے لائڈمیب ملک میں حکومت سرفتنہ خورسی کی مخالفت ہے دباں شراب کا استعمال قانوناً جرم ہے، یہ سبق انہوں نے اسلام سے سیکھا، مگر اہل اسلام کا حال ہندوستان میں کیا ہے، برہمن، راجپوت، اونچی ذات والے جہدو، تاشی شراب

شاؤنا در پیتے ہیں، مگر سید صاحب، شیخ جی، و خان صاحب اس میں اکثر مبتلا ہیں، لاحول و لاقوة الا باللہ، اس میں کوئی شک نہیں کہ بچی ذات والے ہندو مثلاً، دوسا دھ، چمار بھنگی، ڈوم وغیرہ اکثر تازی شراب پیتے ہیں، مگر یہ بھی بچاستیں کر کے شراب تازی کا استعمال رد کر رہے ہیں، ان میں تو اتنی بیداری اور مسلمانوں میں یہ غفلت، مدک، چانڈو، افیون کا استعمال زیادہ تر مسلمان ہی کرتے ہیں،

ہو و لعب مسلمانوں کا شیوہ ہو گیا ہے، ہندو کا بچہ کبھی کبھل کر بدن مضبوط کرتا ہے، مسلمان کا بچہ گلی ڈنڈا کھیل کر وقت ضائع کرتا ہے، بوڑھے میاں شطرنج کھیل رہے ہیں، میاں جوان تاش کھیل رہے ہیں، ذرا ہندوؤں کو دیکھیے، بوڑھے جوان بچے سب مفید کاموں میں مشغول نظر آ رہے ہیں، ہر ادران اسلام یاد رکھئے: اخلاقی لپٹی اور بڑے عادات سر دین تو برباد ہوتے ہی ہے، اخلاق و عادات کی خرابی سیاسی موت ہے، مسلمانوں میں اخلاق مفقود ہو رہا ہے، عادات بگڑ رہے ہیں، ہمیں اسے اتحاد و اتفاق جو د و کرم، مرحمت و محبت، شجاعت و لیالت، صدق و امانت، عضو و درگزر، حسن معاملہ سب رخصت ہو رہے ہیں، ایک اتحاد کر لیجئے، اتحاد ہی سے انفرادی و اجتماعی زندگی

کایم ہے ، اتحاد و اتفاق ہی سے قومیں بنتی ہیں ، اتحاد و اتفاق کے متعلق چند الفاظ غازی محمد نادر شاہ ، موجودہ فرماؤں سے افغانستان درج کرتا ہوں ، جو واقعی ہمارے لئے شمع ہدایت ہے ، وہ کہتے ہیں ، کامیابی و سعادت اتفاق میں ہے ، اور بربادی و ذلت کا راز اتفاق میں مضمر ہے ، یہ دونوں الفاظ حیات انسانی پر تریاق اور زہر کا اثر رکھتے ہیں ۔ ہم ایک سال کی مختصر مدت میں ان دونوں کا تجربہ کر چکے ہیں اور ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ نفاق کے ساتھ قہر الہی اترتا ہے اور اتفاق کے ساتھ رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے ، اتفاق و نفاق کے یہ اثرات اس قدر نمایاں ہیں کہ ہر شخص ان سے واقف ہے ، اختلاف رائے اور چیز ہے ، اگر ہم میں اختلاف رائے سے نفاق پیدا ہو جاتا ہے ، حل عمل کر رہنا ہم کو آتا ہی نہیں ، خلاف رائے رکھنے والے کے ساتھ دوا دہا ہم برت ہی نہیں سکتے ، جب اختلاف رائے کا دوسرا درجہ ہمارے یہاں نفاق ہے ، تو زرا زمین کے لئے جو لڑائی جویا اس کا اللہ ہی حاکم ہے ،

ذرا منہد و حق سے حسن معاملہ میں مسلمانوں کا مقابلہ کیجئے
برادران اسلام مسلمانوں کی تنہا ہی کا ایک بڑا سبب بددعا لگتی
ہے ، مسلمان حسن معاملہ کی اہمیت سمجھتے ہی نہیں ، سرداران قریش

نے حضور سرور عالم کے قتل کا ارادہ کیا، اور اس نیت سر
آپ کے مکان کا محاصرہ کر دیا گیا، آپ صدیق اکبرؑ کے مکان
تشریف لے گئے، اور ہجرت کا پیغام سنایا، حضرت صدیقؑ
نے دو اونٹنیاں پیش کیں، اور عرض کیا، آپ ایک پر سوار
ہوں، غور کیجئے، یہ کیا نازک وقت ہے، خطرناک ساعت
ہے، مگر حضورؐ کیا کرتے ہیں، پہلے صدیقؑ سے اونٹنی کی قیمت
طے کر لیتے ہیں، اور تب سوار ہوتے ہیں،

ایک دوسرا واقعہ سنئے، ایک یہودی ساہوکار نے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرض کا تقاضا کیا اور مقررہ عہد سے
نہیں روز پہلے تقاضا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یہودی
نے چھین لی، اور زبان درازی سے کام لیا، اس پر حضرت
عمرؓ بہت ناخوش ہوئے، بلکہ بہت تیز ہو گئے، سنئے، حضورؐ نے
کیا کیا، حضورؐ نے فرمایا، عمرؓ یہ طرز عمل پسندیدہ نہیں،
تمہیں تو زیبا تھا کہ مجھے ادائیگی اور زید کو حسن تقاضا کی تلقین
کرتے، اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ قرضہ ادا کیا جاتے،
اور عمرؓ کے عتاب کے عوض اصل قرضہ سے ڈیڑھ من زیادہ
غلہ دیا جاتے،

برادران اسلام، دیکھا آپؐ نے حسن معاملہ، حقیقت
یہ ہے کہ حسن معاملہ بہت بڑی چیز ہے، ہمدردی، مہربانی،

باعث ہے، بد معاہلی ہندوؤں میں بھی ہے، مگر مسلمانوں سے کم ہے، حسن معاہلے کا نتیجہ تھا کہ کافر مسلمان کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتا تھا، ہم میں سے اگر بد معاہلی دور ہو جائے، تو قوم کی مالی حالت بھی اچھی ہو جائے، بعض مصلح کا خیال ہے کہ جو قومیں سود لیتی ہیں وہ خوب ترقی کرتی ہیں، یہ بالکل غلط خیال ہے، اول تو سود لینے سے آخرت برباد ہوتی ہے، آخرت برباد کر کے دنیا کی ترقی ہونی بھی تو ایسی ترقی مسلمان نہ کریں، تو ہزار درجے بہتر، مال سے مقصود تنوع و بیوی ہے اور سود خوار کا حال یہ ہے کہ حج کرتے کرتے مرجاتا ہے اور اکثر نہ تو سود خوار ہی کے کام آتا ہے، اور نہ ان کو ملتا ہے، جن کے لئے جمع کیا جاتا ہے، سود لینے سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے، کسی پر اس کو رحم نہیں آتا، کسی کے مصیبت سے اس کا دل نہیں دکھتا، اسی سے غلام، سود سے انفرادی ترقی ہوتی ہے، نہ کہ قومی، ترقی کا سبب بدعتی ہے جس سے عوام الناس متفجع ہوں،

ترقی یافتہ قوم وہی ہے، جس میں عام طور سے لوگ غنی ہیں، اور سود ایسی شے ہے کہ ساری قوم میں شائع نہیں ہو سکتا، اس کی وجہ ظاہر ہے، قوم کے کل افراد کے پاس مالی نہیں، آخر سود گون لے گا، اور گون دے گا،

ظاہر ہے کہ بعض لینگے اور بعض دیں گے، تو جو سود لینگے وہ ترقی کریں گے، اور جو دیں گے وہ تباہ ہونگے، منہروں میں جو قومی ترقی ہے وہ سود کے باعث نہیں ہے، منہروں میں انفرادی ترقی سود کی وجہ ضرور ہے، مگر ان کی قومی ترقی کاروبار، تجارت، صنعت، و حرقت، کفایت شعاری وغیرہ کے باعث ہے، تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی تباہی سود نہیں لینے کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ سود دینے کی وجہ سے ہے مسلمانوں میں اخلاص ہے، اس لئے ان کو قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے، مگر مسلم قوم میں بھی ایسے افراد ہیں، جن کے پاس دولت ہے صورت ایسی نکالنی چاہتے کہ دوسری قوم کو سود دینا نہ پڑے، وہ طریقہ کیا ہے؟، حسن معاملہ ہر مسلمانوں کو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے، اور مسلمانوں سے خصوصاً رشتہ داروں اور بھائیوں سے بلا سودی قرض نہیں لیتا ہے، اس لئے غیر قوم سے سودی قرض لینے کی ضرورت ہوتی ہے، اور مسلمان اس طرح برباد ہوتے ہیں، بے سودی قرض نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان بھائی بوجہ بد معاملگی قرض دیتے ہی نہیں، ایسے مسلمان کچھ ضرور ہیں، جو مسلمانوں کی امداد کر سکتے ہیں، اور قرض دے سکتے ہیں، مگر ان کو خوف ہوتا ہے کہ قرض دیں گے، تو پھر کیا میں گے

ہماری حالت ایسی ہے کہ اپنے بھائی کا روپیہ دینا نہیں چاہتے
 ہیں، اگر خوش معاملگی ہم میں رائج ہو جاتے، تو آپس میں ایک
 دوسرے کی حاجت روائی ہوتی رہے اور سود دینے کی ضرورت
 نہ پڑے، اسی بد معاملگی کا نتیجہ ہے کہ قرض لینے کوئی آتا ہے
 لیکن ہم بہانہ کر دیتے ہیں، مگر افسوس اس دقت ہاتھ خالی
 ہے، معاف سمجھئے، حالانکہ کہیں میں روپیہ موجود ہے، اگر
 خوش معاملگی ہوتی اور قرض ادا کرنے کی عادت ہوتی، تو
 وہ شخص جس کے پاس روپیہ بیکا رہتا ہو، ضرور دیتا
 مسلمان غیر قوم سے سودی قرض لیتے ہیں، نالاش ہوتی ہے
 دگری ہوتی ہے، مال اسباب ٹیلا ہوتا ہے، ادویوں
 ایک کا دس روپیہ ادا کرتے ہیں، مگر اپنے بھائی سے پردہ
 والے مسلمان سے بلا سودی مل جائے، تو بیچارے قرض
 دینے والے کو پریشان کر دیتے ہیں، جب قرض خواہ
 مطالبہ کرتا ہے تو قرضدار آنکھیں دکھاتا ہے، اور کہتا ہے
 اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس قدر بے صبر واقع ہوئے
 ہیں، تو میں ہرگز آپ سے قرض نہ لیتا، اگر دنیا میں پابندی
 نہ ہو اور ویسا ستر آرمی عام ہوتی - تو دنیا کی لعنت میں لوگ
 ہرگز مبتلا نہ ہوتے، بلکہ بعض محققین کا خیال ہے کہ بد بھدوں
 کے لئے سود کی ایجاد کی ہے، دنیا میں پہلے خیر خواہی بنی نفع

کی بنا پر قرض کا لین دین شروع ہوا، لوگوں کی بدعہدی
 سے مشکلات پیش آئیں، تب قرض واردوں کی بدعہدی کا
 تدارک کرنے کے لئے قرض خواہوں نے سود کا قاعدہ نکالا
 کہ اگر تم ایک ماہ تک نہ دو گے، تو دس روپیہ کے بجائے بارہ
 روپیہ دینے پڑیں گے، اگر دواہ تک نہ دو گے، تو اس قدر
 دینے پڑیں گے، مقصد اس سے یہ تھا کہ قرض کی گراں باری
 سے ڈر کر ادا کرنے کا جلد سامان کرے گا، لیکن مرورِ ایام
 کے بعد لوگوں نے سود فراری کو اپنا ایک مستقل کسب اور پیشہ
 بنا کر بنی نوع کی تباہی کا پورا سامان بنالیا، جس کو اسلام نے
 مٹا دیا ہے، اور یہ حکم دیا کہ خدا کی خوشنودی کے لئے خدا کے
 بندوں کو قرض حسنہ میں بلا سود دوا، مگر آج قرض حسنہ مسلمان
 مسلمان کو نہیں دیتا، اس کی وجہ صرف بدعہدی ہے، بدعہدی
 وعدہ فراموشی اور کج نیتی کو ترک کر دیا جاتے، تو بلا سودی قرض
 آسانی سے لینگا، اور مسلمان ہی دیں گے، بعض دقت ایسا
 ہوتا ہے کہ قرض دار کے پاس روپیہ موجود ہے، مگر ادا نہیں کرتا
 آپ ہی فرمائے کہ ایسے حضرات کو قرض حسنہ کون دے اور
 قرض حسنہ نہ ملے تو سود کی لعنت میں مسلمان کیونکر مبتلا ہوں،
 پس معلوم ہوا کہ بدعہادی تنزل کا بہت بڑا سبب ہے، برطان
 اس کے چند دلائل کو سمجھئے، عوام نہیں سمجھتے تھے کہ وہ بار بار لے

ہندو دوسرے ہندوؤں سے سینکڑوں روپیہ لیتے ہیں صبح بیا
 نام کو دیا، دس روز کا وعدہ کیا اور ٹھیک دسویں روز ادا ہو جانا ہر
 آپ فیصلہ کریں، کون زندہ رہے، مسلمان یا ہندو، اگر میں
 مسلمانوں کی اخلاقی حالت کا پورا نقشہ کھینچوں، تو اس کے لئے دفتر
 ہائے اس چوٹی سی کتاب میں کئی لکھ نہیں، اگر مسلمان چاہتے ہیں
 ہندوستان میں زندہ رہیں تو ہم کو اپنا اخلاق درست کرنا چاہئے

مقطع و

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب غار حرا سے پیغام حق میک
 کے نوساد ہمدان ازیلی کے کے صدائے حق کو سن کر ماسخے جانی
 اور ایک ایسے ملک محتاج میں متکلف ہوتے جاتے تو جبر کسی
 انسان کی تفریق نہ تھی، اکثر القعد مختلف قوتوں نے ساز و سامان کے
 اور قلیل القعد اسلامی گروہ کو گھیر لیا، اور اس کو صفحہ ہستی سے نیت
 بد کرنے کا ارادہ مصمم کر لیا، مگر مخالفوں میں تنظیم اور توجہ نہیں تھا
 نے تمام طاقتیں اسلامی گروہ کے مقابلے کا کامیاب رہیں، جب
 ہاں سزائیں میں قہر کی باہمی لفاق و شقاق میں مبتلا تھے، اسلام
 ملنے ہی ان میں اتحاد و اتفاق کی وہ روح چھونک دی، جس کی
 ان وہ نہ صرف خود منظم ہو گئے، بلکہ باقی اقوام کو بھی تفرقہ کی ہلاک

نجات دلانے کے اہل ہو گئے، آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ہندوؤں نے ملت اسلام پر دلیرانہ حملے کا حوصلہ کیونکر کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا انتقام و حدت انتشار سے بدل گیا ہے، مسلمانوں کی متحدہ قومیت ایسی مختلف الشرب جماعتوں میں تقسیم ہو گئی ہو کہ اللہ حافظ ہمارا جنت نئی خانہ جنگی نے ہم کو اعیار میں ذلیل و غوار بنا دیا ہے اقوام عالم کی نظروں میں ایک قوم کا ذلیل و غوار ہونا، اس کی تباہی کا پیش خیمہ ہے، ہندوؤں میں سیکڑوں مذہبی فرقے ہیں، اور ان کے اکثر فرقے میں فروعی نہیں، بلکہ اصولی اختلاف ہیں، ایک فرقہ خدا واحد کو اتنا ہے، تو دوسرا فرقہ کروڑوں خدا کا قائل ہے، ہندوؤں کے سیاسی فرقے بھی بہت ہیں، مگر آفریقہ ہے ان لوگوں کی مالی اندیشی و تدبیر کہ زمانہ کے تقاضا سے سب اختلاف کو ہالائے طاق رکھ کر ایک تنظیم کا ڈکے عقیدے کو بطور راہ الا اشتراک سامنے لا کر متحد و منظم ہو جاتے ہیں، مسلمانوں کو لیجئے، ان میں بمقابلہ ہندو مذہبی فرقے کم ہیں، اور جو ہیں بھی ان میں اصولی نہیں، بلکہ فروعی اختلاف ہے، مگر مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں جعفر جنگ ہے، ہندوؤں میں نہیں، مسلمانوں کے سیاسی فرقوں میں جس قدر گالی گفتم ہے، ہندوؤں میں نہیں، فرقہ بندی، بے عنوانی، ریادتی، ضد، تعصب نے اسلام کا چراغ گل کر دیا،

دیکھ مسجد میں شکستِ نرتہ تسبیح شیخ

تنگدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
میں یہ نہیں کہتا کہ اہل اسلام کی ہر جماعت اپنے اختلافی
مسئلہ سے دست بردار ہو کر کسی دوسری جماعت کے عقائد و اعمال
میں اس کی ہم نوا ہو جائے ، کیونکہ یہ ممکن نہیں ، اور نہ میں اس کا
قائل ہوں ، میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مختلف جماعتیں اپنے
تفقی علیہا اصولوں کو پیش نظر رکھ کر ایسے متحد و منظم ہو جائیں ، کہ
مسلمان دشمن اسلام سے محفوظ ہو جائے ، ہمارے بد نظمی سے
ہندوؤں کے حوصلے روز بروز بڑھ رہے ہیں ، ہندوؤں میں سکھوں
کی حقیقت ہے ، تمام قومیں منظم ہو چکی ہیں ، اور ہو رہی ہیں ، اگر
مسلمان ہی خواب غفلت میں پڑے ہیں ، مسلمان منظم ہو جائیں ورنہ فنا
کے گھاٹ اتر جائیں گے ، اور دنیا کیلئے اپنی داستانِ عبرت چھوڑ دیں گے

تنظیم کی حقیقت

تنظیم سہرا دی ہے کہ تمام مسلمانوں کا نصب العین ایک ہو جائے
انفرادی طاقتیں اور جماعتی قوتیں ملکر ایک عظیم الشان متحدہ طاقت کی
صورت اختیار کر لیں ، مختلف اسلامی جماعتوں کے مشترکہ اغراض
و مقاصد ، ان کو باہم اس قدر متواصل اور اس قدر متحد کر دیں کہ دنیا کی
کوئی طاقت ان کو مرعوب نہ کر سکے ، اور مسلمانوں کے منظم ہونے میں

جتنی رکاوٹیں ہیں، سب دور کر دیجائیں، مثلاً، جہالت، مفلسی، ملاہری
 اخلاقی بُرائی وغیرہ منظم ہونے میں سب راہ ہیں، اس لئے ان برائیوں کو
 دور کرنا تنظیم میں داخل ہے، تنظیم میں اتفاق، اشتراک عمل، اصلاح
 امت، مالی حالت کی درستگی، تزکیہ اخلاق وغیرہ سب داخل ہیں، تنظیم
 سیاسی تحریک نہیں ہے، گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت قائم رہے یا
 ہندوؤں کا راج ہو، مکمل آزادی ہو، یا ڈومنین اسٹیٹس (دورِ مہتمم)
 لئے ڈومینین اسٹیٹس میں مسلمانوں کے حقوق محفوظ کر دیجائیں
 یا غیر محفوظ رہیں، بہر حال مسلمانوں کو منظم ہونا چاہیے، ملک میں نت
 نئی سیاسی تحریکیں پیدا ہوں، تنظیم کو بالواسطہ ان تحریکوں سے
 کوئی تعلق نہیں۔

مسلمانوں کی ہر تحریک ناکام کیوں ہوتی ہے؟ اس کی
 وجہ ہے کہ ہم غیر منظم ہیں، تنظیم نہ ہونے کے باعث کام تو شروع
 کر دیتے ہیں، مگر آخر تک پورے عزم و جوش کے ساتھ جاری
 نہیں کر سکتے، مسلمانوں کے جو کام ہوتے ہیں، ان میں دو
 خصوصیتیں ضرور پائی جائیں گی، ایک منظمی جوش اور دوسرے کچھ
 عرصہ کے بعد پوری عقلیت، تنظیم تنظیم کا شور برپا کرنے سے تنظیم
 نہیں ہوتی، اور نہ صرف تنظیم کا نقصان کرنے سے تنظیم ہوتی ہے
 ضرورت اس کی ہے کہ مستقل فراہمی کیساتھ کام کیا جائے، اور تنظیم
 کا کام مختلف سیاسی جماعتوں میں تقسیم فرما دیا جائے۔

تتلییم کا پروگرام

تتلییم کا پروگرام کیا ہونا چاہئے، یہ ایک اہم سوال ہے، مگراس کا حل بہت آسان ہے، ہر ضلع بلکہ محلہ دینی کا پروگرام اس کی ضرورت کے لحاظ سے مرتب ہونا چاہئے، پروگرام ایسا ہونا چاہئے جو مسلمانوں کی جمیع مشکلات پر جادہی ہو، اگرچہ تتلییم کا پروگرام مرتب کرنے کے لئے پہلے اوراق میں کافی مصلحت موجود ہے، تاہم آسانی کے خیال سے میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کرتا ہوں، جس کے مطابق کم و بیش ہر ضلع کا پروگرام نیچے دستور العمل مرتب کیا جائے،

۱، ہر مسلمان کو کلمہ اور اس کے معنی سے واقف کیا جائے
۲، ہر بالغ مرد و بالغ عورت کو نماز کا پابند بنایا جائے، اور وہ کو جماعت کی شدت سے تاکید کی جائے، حتیٰ المقدور مسجد خافتہ و چند سورہ کی معنی سب کو معلوم کرانے کی کوشش کی جائے۔

۳، جو مسلمان مشرکانہ و غیر شرعی رسوم کے پابند ہیں، اور ہندوؤں کے پردوس کی وجہ سے اسلامی قواعد میں مصیبت ہیں ان کو راہِ راست پر لایا جائے، ایسے رسموں کو لوگ آسانی سے ترک نہیں کرتے، نرمی و محبت سے سمجھایا جائے لڑائی جھگڑے سے کام نہ لیا جائے،

(۴) دین کے ضروری مسائل سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے
 (۵) ہر مسلمان کو کل نشہ کی چیزوں یعنی شراب، اتاری، ادک
 چند و گانجہ، بھنگ وغیرہ کے استعمال سے روکا جائے،
 (۶) مسلمانوں کو برے اشغال، جیسے گنہگار، تاش، چوسہ،
 شطرنج، کبوتر بازی، مرغ بازی، ہتک بازی، قمار بازی وغیرہ
 سے پرہیز کر دیا جائے،

(۷) بچپن کی شادی ترک کر دی جائے، اور لڑکوں و لڑکیوں کو
 جوان ہوتے ہی بیاہ دیا جائے،

(۸) نکاح بیوگان کا عام رواج دیا جائے،
 (۹) ابتدائی مکاتب ہر محلہ و سبقت میں قائم کئے جائیں، ابتدائی
 تعلیم یکساں لڑکوں اور لڑکیوں کو دی جائے،

(۱۰) مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی جائے
 (۱۱) شادی بیاہ کے رسوم کی فضول خرچیاں مٹا دی جائیں،
 اور حقیقی فضول خرچیاں ہیں، سب کو روکنے کی کوشش کی جائے

(۱۲) مقدور بازیاں کی فضول خرچیاں بند کر دی جائیں، سر
 معاملات پنچایتی سے طے کیا جائے، دیرانی کا تو ہر معاملہ پنچایتی
 سے فیصلہ کر دیا جائے، صلح کرادیں، قود جدامی کے بھی چہرے
 چہرے معاملات کو پنچایتی سے طے کیا جائے، خونی، ڈاکو، چور
 اور سٹیشین جرم کے مرتکب ہوں، ان کو عدالت سے منہ کرالی جائے

بلکہ ایسے مجرموں کو سبق یا محملہ کے لوگ ملکر عدالت سوسنہ کر رہے ہیں۔
 (۱۳) ہر محملہ یا بستی میں کچھ مسلمان حاجت مند ہوتے ہیں جنہی الوسح
 اہل محلہ ان کی کفالت کریں، اور خاص کر محتاج یتیم و یتیم کا خیال
 کیا جائے،

دوم، خیرات پٹے کٹے، تنہا رست اور مضبوط جانوں کو دینے
 کے بجائے ان کو دیا جائے، جو کمزور و ناتواں ہیں، مصیبت میں
 گرفتار ہیں، مکان جل گیا ہے، یا بارش میں گر گیا ہے، موسم سرما
 میں جارے سے ٹھٹھرا رہے ہیں، لڑکیاں جوان ہو گئیں، مگر نکاح
 کے لئے خرچ نہیں ہے، بیمار کو دوا کیلئے پیسہ نہیں ہے، وغیرہ
 وغیرہ، پہلے رشتہ داروں اور مہسایوں کا خیال کیا جائے،
 اس کے بعد محملہ یا بستی کے دیگر اشخاص کا پھر قریب تر دوسرے
 محلہ والوں کا واسطی طرح دور دور والوں کا حق پہنچتا ہے،

(۱۴) حتی الوسح لا وارث بچوں کیلئے یتیم خانے اور اندھے
 لنگڑے، اپانچ لوگوں کے لئے محتاج خانے کہوئے جائیں،
 (۱۵) سودی قرض لینا ایک دم بند کر دیا جائے

(۱۶) ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قرض حسنہ (بلا سود)
 دے، اور دقت پر قرض ادا کرنے کی عادت دلائی جائے،
 (۱۷) ہر قسم کی چھوٹی بڑی تجارت کرنے کی مسلمان کو تاکید

کی جائے،

(۱۵) ہر صنعت و حرفت میں مسلمانوں کو حصہ لینے کے لئے تیار کیا جائے،

(۱۶) کوئی مسلمان نچا و بیکار نہ رہے، اگر محلے یا بستی میں ایسے مسلمان ہوں، تو ان کو مشہور شاغل میں مصروف ہونے کے لئے ترغیب دیا جائے،

(۱۷) حق الراجح مسلمان کے جیب کا پیسہ مسلمان ہی کے پاس جائے،

(۱۸) جہانی ورزش کی طرح ایمان اسلام کو تاکید کی جائے (۱۹) مسجد، قبرستان، اور اوقاف جائیداد کی حفاظت کی جائے،

(۲۰) رعایہ عام کے لئے ہر محلہ و گاؤں میں ہوٹل بنائے و جمع کر دیا انتظام کیا جائے،

(۲۱) مسلمان باہم متحضر ہیں، آپس کے اختلاف خراہ مذہبی ہوں یا سیاسی، شخصی یا قومی دور کرنے کی کوشش کی جائے، تو تھریڈ غیر ممکن ہے کہ عقائد مختلفہ کا ازالہ کر دیا جائے لیکن باوجود اختلاف عقائد متفرق فرقے یا جماعت کے مسلمان اتحاد و اتفاق سے رہیں، کیونکہ کل مسلمان آپس میں بھائی ہیں اختلاف عقیدہ یا رائے سیاسی یا مذہبی کے باعث ہرگز ہرگز

لڑائی جھگڑا نہ کیا جائے، بلکہ شیر و شکر بن کر رہیں تاکہ اسلام کی کمزوری دور ہو جائے۔

(۷۶) غیر مسلم یعنی ہندو، عیسائی، پارسی وغیرہ کیساتھ اتفاق کی زندگی بسر کی جائے،

(۷۷) اگر غیر مسلم، مسلمانوں پر ظلم کریں تو جائز طریقہ

سے پوری اجتماعی و اتحادی قوت کیساتھ مزاحمت کی جائے اور جہاں تک ممکن ہو مختل علیٰ عملی اور حقوق و کرم سے کام لیا جائے

(۷۸) غیر مسلم اگر چہ رواداری، یا انصاف مسلمانوں کے

ساتھ نہ برتیں، ابھی بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ یہ کبھی رواداری

یا انصاف سے دور نہ ہوں، ہاں کہ اسلام کے مقابلہ میں خوف

یا بزدلی کا ثبوت ہرگز نہ دیں۔

(۷۹) خلق خدا کو فائدہ پہنچانے کیلئے اور مزاحمت

کیلئے ہر مرحلہ و گاؤں میں والفیئر کر لینے رضا کاران کا دستہ قائم کیا جائے۔

(۸۰) رضا کاروں کی تنظیم کا کام کس دستور العمل کے

تحت ہو تا چاہئے، ہر ضلع واسطے چیا مناسب سمجھیں مرتب

کر کے کام کریں، ہم مسلمانان و رہنما نے دستور العمل رضا کاروں

حسب ذیل مرتب کیا ہے، کیا بہتر ہو تا اگر اوہ ضلاع کے

مسلمان بھی تمام ہندوستان میں اسی کے مطابق رضا کاروں

کی بھرتی کا کام جو جس دستقلال کیا تھ کریں ،

دستور العمل خیرین رضا کاران اسلام

۱۱۔ ہر گاؤں و محلہ میں رضا کاروں کا ایک یا ایک سے زائد دستہ مرتب ہوا آٹھ سال سے زائد عمر کا ہر مسلمان رضا کار ہو سکتا ہے ، ایک دستہ میں زائد سے زائد میں رضا کار ہوں اگر کسی جگہ نو سے زائد تو عمر رضا کار دستیاب ہوں ، جن کی عمر آٹھ سال سے سولہ سال کے درمیان ہو تو ان کا ایک علیحدہ دستہ مرتب کیا جائے ،

(۱۲) ہر دستہ کا نام خیرین رضا کاران اسلام رکھا جائے اور امتیاز کیلئے گاؤں یا محلہ کا نام آخر میں اضافہ کیا جائے مثلاً خیرین رضا کاران اسلام محلہ باقر گنج ،

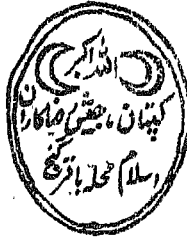
(۱۳) ہر دستہ میں انہیں میں سے ایک کپتان اور ایک نائب کپتان چن کر مقرر کیا جائے ، کپتان کے غیر حاضر ہی میں نائب کپتان اس کی جگہ پر کام کرے گا ، جس کا لقب قائم مقام کپتان ہو گا ، قائم مقام کپتان کے مقرر ہونے کے بعد فوراً ہی ایک قائم مقام نائب کپتان باقی رضا کاروں سے چن کر بنایا جائے تاکہ کسی وقت جیش میں دو افسر سے کم نہ ہوں ، اگر کسی وجہ سے

انتخاب کا موقع نہ ہو تو کپتان یا قائم مقام کپتان کو اپنا نائب مقرر کرنے کا اختیار ہوگا، افسر رضا کار ایسا ہی مقرر کیا جائے۔ جو سمجھدار و مستقل مزاج ہو، اور جو اپنے ماتحتوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے، اور جنہیں حبیش کے مقاصد و اغراض کی پورے طور سے بجا لانے کی صلاحیت ہو، مستعد چیت رضا کار ہی بہتر افسر ہو سکتا ہے، ان کو تندر مزاج نہ ہونا چاہئے افسر حبش ہی چال چلن کا اچھا و سمجھدار ہوگا، اسی نسبت سے اس حبیش کی حالت اچھی و سنبھلی ہوگی،

(۴) ہر حبیش کا اپنا جھنڈا سبز رنگ کے کپڑے کا ہوگا، جس پر ہلال و ستارہ کا نشان اور چوب خط میں اللہ اکبر لکھا ہوگا،

(۵) ان کے فرض منصبی کے ادائیگی کے وقت ہر رضا کار اپنے پائیس سینہ پر سرخ رنگ کے چو کو رکھنے کا بیج دبلہ، لگانا ہوگا، جس پر دو ہلال کے نشان کے درمیان چوب خط سے اللہ اکبر لکھا ہو، اور اس کے نیچے حبیش رضا کاران اسلام اور اس سے بھی نیچے محلہ یا گاؤں کا نام اتنا ز کیلئے درج ہو، کپتان کا بیج بیضاوی، و نائب کپتان کا گول ہوگا، جو ذیل کے نقشوں سے واضح کیا جاتا ہے،

نقشہ حبش رضا کاران اسلام نقشہ یلہ کپتان نقشہ بلہ نائب کپتان



(۶) بلہ اور جھنڈا کا کپڑا، مسلمانوں کے ہاتھ کاٹنا ہونا چاہیے،

(۷) حبش کا لغو و تکبیر اللہ اکبر ہو گا،
(۸) ہر رضا کار کیلئے ضروری ہے کہ پہلا کلمہ اور اس کے معنی سے واقف ہو

(۹) ہر رضا کار کو ناز کی پابندی کرنی ہوگی، (دسویں)
ماقبلہ و نیز چتر سورے کے معنی و مطالب سے آگاہ کرنا
کی کوشش کی جائے،

(۱۰) رضا کاروں کو عہد کرنا ہو گا کہ وہ نشہ کے استعمال سے پرہیز کریں گے،

(۱۱) رضا کار اس کا عہد کرے گا کہ ہر حالت میں وہ سچ بولے گا
(۱۲) ہر رضا کار کی یہ کوشش ہو کہ دن میں کم سے کم ایک
سورۃ مجید کی تلاوت کیجے کہ اس کو ملے،

نوٹ :- اگر چھوٹی سے چھوٹی خدمت کرنے کا موقع ملے
 تو اس کو حقیر سمجھ کر چھوڑ نہ دیں ، بلکہ اس کو غنیمت جان کر انجام
 دینا چاہئے ، کیونکہ چھوٹی چھوٹی خدمتوں کی عادت ڈالنے
 ہی سے بڑی بڑی خدمتوں کے انجام دینے کا جذبہ و شوق
 پیدا ہوتا ہے ، اور صلاحیت آتی ہے ، یوں تو خدمتوں کے
 اقسام گہ کی کوئی حد نہیں ، لیکن مثیلاً چند کا یہاں ذکر کیا جاتا
 ہے ، جیسے پیاسے کو پانی پلا دینا ، اندھے اور بھولے لہجے کو
 راستہ بتا دینا ، راستہ سے کھٹا یا شیشہ کے ٹکڑوں کو ہٹا دینا
 انسان یا جانور کے چھوٹے چھوٹے کچھ شہرہ سے مٹا دینا
 کہ گاڑی یا موٹر سے حادثہ نہ ہو ، بھولے لہجے کی عورت کو
 گھر تک پہنچا دینا ، اگر دوسروں کے گھر میں آگ لگی ہو تو پیروں
 کا بچانا ، اور آگ بجھانے کی کوشش کرنا ، کس نے بچے جو
 چڑ پائیے یا جانوروں سے تکلیف دہ کھیل اسے کو خوش کرنے
 کے لئے کرتے ہیں ، ان کو سمجھا کر اس سے باز رکھنا ، ایتم
 لاوارث یا غریب پڑھنے والے لڑکوں کی جاگیر اپنے اپنے
 محلہ میں کرادینا ، رفاہ عام یا حیثیت کے فنڈ کے لئے اپنے اپنے
 حلقہ میں موٹیاں کھانے یا جمع کرانے کا انتظام کرنا ، اپنے حلقہ
 کے غریب ہونہار پرستے والے بچے کی فیس وغیرہ کا بندوبست
 کرنا ، آوارہ حال نوجوان کو کسی مفید روزگار کے لئے ترغیب

دیکر مائل کرنا، اور اگر پڑھنے یا صنعت و حرفت سیکھنے کے
 لائق ہوں تو شوق دلانا، اپنے اپنے حلقہ میں بکار آہ و
 صحت بخش ورزش و فن کے سیکھنے کا انتظام کرنا، اپنے اپنے
 محلہ و گاؤں میں راستہ و گلیوں کی صفائی کا انتظام کرنا، اور
 حفظانِ صحت کے ابتدائی اصولوں کو خود جاننا، اور دوسروں کو
 واقفیت کرانا، جس سے قوم کی صحت اچھی ہو، دہائی امر اضی مثلاً
 ہیپہ، پلیگ، و چیچک و مولشی کی دہائی بیماری کے پھیلنے کی
 خبر ڈسٹرکٹ بورڈ یا میونسپلٹی کے افسران، ضلع کے سول سرجن
 بروقت دینا کہ ان لوگوں کے ذریعہ سے دوا پائی وغیرہ کے
 صفائی کا انتظام ہو سکے، دھجھکڑنے والے کو خوش اسلوبی سے
 سمجھا کر علیحدہ کر دینا، غریب بچوں کو روزگار میں لگا دینا، یا
 ان کی کفالت کیلئے شریف گھروں میں انتظام کر دینا، اپنے محلہ
 و گاؤں میں جہاں کتب نہ ہو قائم کرنا، ان لوگوں کو تعلیم کی
 رغبت دینا، رضا کاروں یا محلہ والوں کو شام یا فرصت کے
 وقت اخبار یا مذہبی یا اخلاقی کتابوں کو پڑھ کر سنانا اور سمجھانا،
 مسلمانوں کو صنعت و حرفت و تجارت کی ترغیب دینا، اور سیکاری
 و کاہلی کی زندگی کی خرابی کو ان کے ذہن نشین کرنا، اسراف
 و مذموم رسوم سے خود کو بچانا اور دوسروں کو ان سے بچنے کی تلقین

کر کے کفایت شعاری اور اصلاح کی بنیاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ
 ۱۱۳) ہر رضا کار عہدہ کرے گا کہ وہ اپنے افسر کے حکم کو
 ہر حالت میں بجالائے گا، بشرطیکہ مذہب کے صریح حکم کے
 خلاف نہ ہو،

۱۱۴) ہر رضا کار کو ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ ابتدائی قوراء
 افسر کے حکم پر پاؤں ملا کر چلنا، دانتیں دباتیں مٹانا وغیرہ سیکھنا
 ہوگا، کپتان مشورہ دھماکاراں دن و وقت قوراء کے سیکھنے
 کے لئے مقرر کرے گا،

۱۱۵) تمام جیش کی ایک مرکزی کمیٹی و ایک انتظامی کمیٹی ہر ضلع
 میں مقرر کی جائے،

تمام شد

التماس

کتابت و طباعت کی غلطیوں کو نظر انداز کرتے
 ہوئے، ممکن ہو کر مجھ سے اس ناچیز تصنیف میں ایسی
 غلطیاں سرزد ہوئی ہوں، جو اسلام اور اہل اسلام کیلئے
 مضر ہوں، ان غلطیوں کے بد نتیجے سے مجھ کو اور اس کے
 مطالعہ کرنے والوں کو خدا محفوظ رکھے، ناظرین سے میری
 عاجزانہ التماس یہ ہے کہ مجھ کو میری غلطیوں سے ازراہ گزارش
 مطلع کر دیں، تاکہ میں دوسرے ایڈیشن میں انکو دور کر دوں

موصفت

६६५५७

५५.५५५

This book was taken from the Library
on the date last stamped. A fine of
1 anna will be charged for each day
the book is kept over time.
